عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد:۳۶ | یکم تا ۷ر جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ مطابق یکم تا ۷ر مارچ ۲۰۱۷ء | شمارہ ۹,۱۰

اسلام کا معاشی نظام

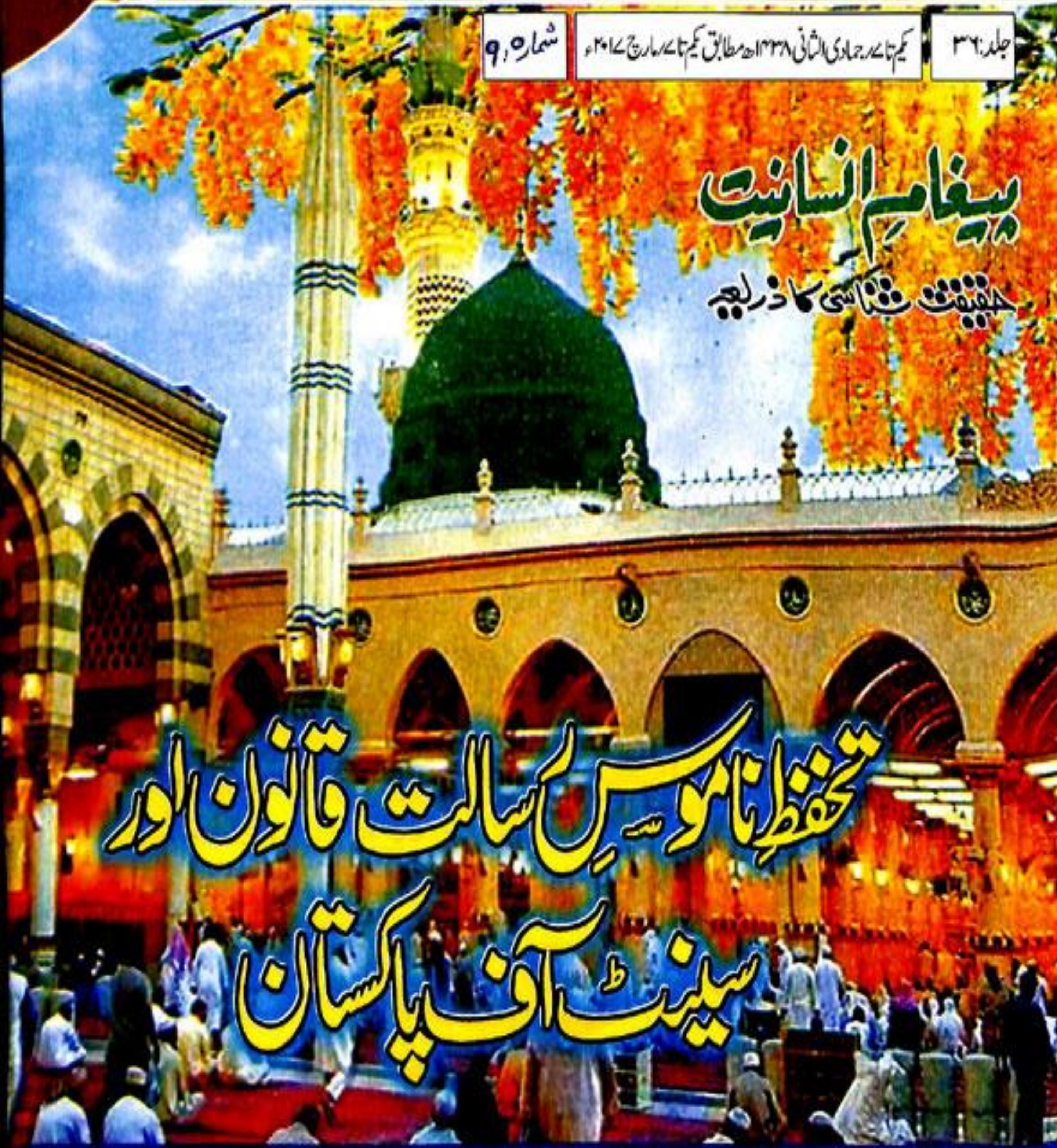

پیغامِ انسانیت

حقیقت شناسی کا ذریعہ

تحفظِ ناموسِ رسالت قانون اور سینیٹ آف پاکستان

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Email: editorkn@yahoo.com

جائیداد برکت کے لئے والدین کے نام کرنا

س:...... محترم جناب مفتی صاحب! مندرجہ ذیل معاملے میں آپ کی راہنمائی کی ضرورت ہے، میرے والدین جب تک زندہ تھے تو میں جو بھی جگہ خریدتا تھا برکت کے لئے ان کے نام کرتا تھا، چنانچہ میں نے ایک عدد دکان ان کی زندگی میں والد صاحب کے نام سے خریدی تھی، اب والدین کا انتقال ہوگیا ہے۔

یہ دکان میں نے پچپن لاکھ روپے میں خریدی تھی، اس کے لئے میں نے اپنے دو رشتے داروں سے بیس لاکھ روپے قرض کے طور پر لئے تھے، الحمدللہ! یہ دونوں رشتے دار آج بھی باحیات ہیں، اگر تصدیق کی ضرورت ہو ان سے بھی پوچھا جاسکتا ہے، باقی پندرہ لاکھ روپے میں نے اپنے دوسرے ذرائع سے حاصل کرکے یہ دکان خریدی تھی، اب پوچھنا یہ ہے کہ کیا اس میں والد صاحب کی وراثت جاری ہوگی یا نہیں؟

نوٹ: سوال اس لئے پوچھا جارہا ہے کہ کل کلاں کوئی وراثت یا اس سے متعلق کوئی معترض اعتراض نہ کرے یا ان کے ذہن میں غلط فہمی پیدا نہ ہو۔

محمد اشرف ولد محمد شفیع، کراچی

ج:...... صورت مسؤلہ میں سائل نے چونکہ محض برکت کے لئے والدین کے نام پر جائیداد خریدی تھی اور اس کی نیت والدین کو دینے یا ہبہ کرنے کی نہیں تھی۔ اس وجہ سے اس کی خریدی ہوئی یہ ساری جائیداد اس کی اپنی ملکیت شمار ہوگی اور والدین کے ترکہ کے طور پر تقسیم نہیں ہوگی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بیٹی کو فلیٹ ہبہ کیا تو وہ مالک ہے

س:...... میرا نام ناصرہ بانو ہے، میں ایک فلیٹ کی مالک ہوں، جو کہ والد صاحب نے اپنی حیات میں میری ملکیت میں دے دیا تھا، اب یہ پوچھنا ہے کہ والد کا یہ اقدام غلط تھا یا نہیں؟ میرے چار بھائی بھی ہیں وہ ماشاء اللہ! اپنے بیوی بچوں کے ساتھ خوش وخرم زندگی بسر کررہے ہیں، بھائی لوگ کہتے ہیں کہ والد اور تم کو گناہ ہورہا ہوگا۔ والد کے پاس فلیٹ کے علاوہ کچھ اور رقم یا جائیداد نہیں تھی۔

نوٹ: واضح رہے کہ والد صاحب نے فلیٹ مکمل حقوق کے ساتھ مجھے دیا تھا اور اس پر قبضہ بھی دیا تھا۔

ج:...... اگر سوال میں درج تفصیل درست اور حقیقت پر مبنی ہے تو اس صورت میں سائلہ ”ناصرہ بانو“ مذکورہ فلیٹ کی شرعاً مالکہ ہے، دوسرے بہن بھائیوں وغیرہ کا اس میں کوئی حق نہیں، رہی یہ بات کہ اس طرح کرنے سے کس کو گناہ ہورہا ہوگا اور کس کو نہیں۔ ایک لایعنی اور بیکار بحث ہے، کیونکہ اس کا دارومدار مرحوم کی نیت پر ہے اور وہ اس دارِ فانی سے تشریف لے جاچکے ہیں، اب ان کے جانے کے بعد اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے اولاد کی عافیت اسی میں ہے کہ وہ اپنے مرحوم والد کے بارے میں اس طرح کی گفتگو کرنے سے اجتناب کریں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ
ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۶ — یکم تا ۷ رجمادی الثانی ۱۴۳۸ھ مطابق یکم تا ۷ رمارچ ۲۰۱۷ء — شمارہ:۹

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیراعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیراعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

دنیا بھر میں امن کیسے آئے گا؟	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
اسلام کا معاشی انقلاب	۹	مولانا محمد اللہ قاسمی
تحفظ ناموس رسالت قانون اور سینیٹ آف پاکستان...	۱۲	مولانا زاہد الراشدی
پیغام انسانیت: حقیقت شناسی کا ذریعہ	۱۴	مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی
دروس ختم نبوت پروگرام	۱۸	مولانا فقیر اللہ اختر
تین شبہات کے جوابات (۲)	۱۹	شیخ الحدیث منیر احمد منور
بین المدارس تقریری مقابلہ... تفصیلی رپورٹ	۲۲	مولانا محمد شعیب کمال
مرزا قادیانی کا تعارف و کردار (۴۴)	۲۵	حافظ عبیداللہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

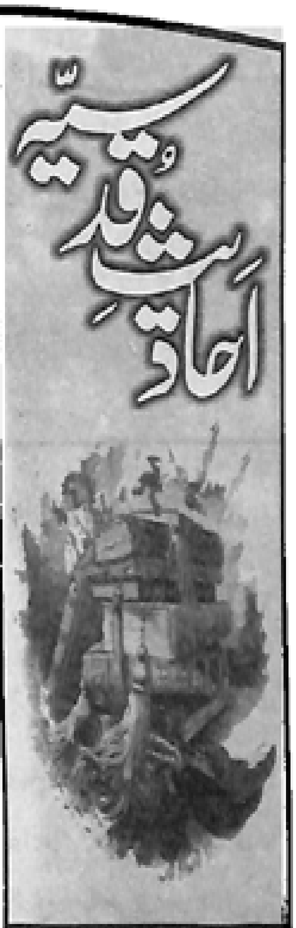

سحبان الہند حضرت مولانا
احمد سعید دہلویؒ

اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رحمت

حدیث قدسی ۴: حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کیا ہے اور میں نے ظلم کو تمہارے لئے بھی حرام کردیا، تم بھی آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کیا کرو۔ اے میرے بندو! تم سب راہ سے بھٹکے ہوئے ہو، مگر وہ شخص کہ جس کو میں نے راہ دکھائی، تم مجھ سے ہدایت طلب کرو، میں تم کو راہ دکھاؤں گا اور تمہاری راہنمائی کروں گا۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو مگر وہ شخص جس کو میں کھانا کھلادوں، مجھ سے روزی طلب کیا کرو، میں تم کو رزق دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب برہنہ اور ننگے ہو مگر وہ شخص جس کو میں کپڑے پہنادوں تم مجھ سے لباس طلب کیا کرو میں تم کو لباس عطا کروں گا۔ اے میرے بندو! تم رات دن خطائیں کرتے ہو اور میں تمام گناہ اور خطائیں بخشا کرتا ہوں سو تم مجھ سے ہی بخشش طلب کیا کرو تاکہ میں تم کو معاف کردیا کروں۔ اے میرے بندو! تم کو یہ طاقت نہیں کہ تم مجھ کو کوئی نقصان پہنچا سکو نہ تم کو میرے نفع پہنچانے کی قدرت ہے کہ تم مجھ کو کچھ نفع پہنچا سکو۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور پچھلے اور تمہارے انسان اور تمہارے جنات سب کے سب ایک بڑے متقی اور پرہیز گار شخص کے قلب کی طرح ہوجائیں تو میری حکومت اور میرے ملک میں کچھ زیادتی نہ ہوجائے گی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور پچھلے اور تمہارے انسان اور تمہارے جنات سب کے سب ایک بہت بڑے گناہ گار اور بدکار آدمی کے قلب کی شکل ہوجائیں تو بھی میری حکومت اور میرے ملک میں کچھ کمی نہیں ہوسکتی۔ اے میرے بندو! تمہارے پہلے اور پچھلے اور تمہارے انسان اور تمہارے جنات سب ایک مقام پر جمع ہوکر مجھ سے اپنی اپنی حاجتیں اور مرادیں طلب کریں اور میں ہر شخص کو اس کی مراد عطا کروں اور بیک وقت جملہ مخلوق کے سوال اور حاجتیں پوری کردوں تو میرے ان خزانوں میں سے جو میرے پاس ہیں اتنی بھی کمی نہیں ہوگی۔ جیسے ایک سوئی کو سمندر میں ڈبو کر نکال لینے سے سمندر میں کمی ہوتی ہے۔ اے میرے بندو! تمہارے تمام اعمال میں شمار کرکے اور گن گن کر محفوظ رکھتا ہوں اور ان سب اعمال کا تم کو پورا پورا بدلہ دوں گا، پس جو شخص بدلے کے وقت خیر اور بھلائی پائے تو اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے اور اس کی خوبیاں بیان کرے اور جو بدلے کے وقت خیر اور بھلائی کے خلاف پائے تو اپنے نفس اور اپنی جان کے علاوہ کسی دوسرے کو ملامت نہ کرے۔ (مسلم)

مسجد

۵:... مسلمانوں کو مسجد کی ضروریات وتعمیرات میں حلال کمائی ہی خرچ کرنی چاہئے۔

۶:... غیر مسلم لوگوں کو اسلام قبول کئے اور پاکی حاصل کئے بغیر مساجد میں جانے کی اجازت نہیں۔

۷:... مسلمان بھی ناپاکی (غسل واجب کے لازم ہونے) کی حالت میں مسجد میں داخل نہیں ہوسکتے۔ اگر آرام کرتے ہوئے مسجد میں ناپاکی کی صورت پیش آجائے تو فوراً مسجد سے باہر نکل جانا چاہئے۔

۸:... مسجد کی ضروریات وتعمیرات میں زکوٰۃ، صدقۂ فطر اپنے اوپر لازم کی گئی منتوں ونذروں وغیرہ کی رقوم نہیں لگائی جاسکتیں، البتہ منت ونذر مسجد پر خرچ کے لئے ہی مانی گئی ہو تو اسے مسجد کی ضرورت پر خرچ کیا جاسکتا ہے۔ نیز اگر منت کسی مخصوص مسجد پر خرچ کرنے کی ہو تو اسی مخصوص مسجد ہی پر خرچ ہوگی۔

۹:... عبادت کی ادائیگی کے لئے آنے والے کسی بھی مکتبہ فکر ومسلک سے تعلق رکھنے والے مسلمان کو مسجد میں داخل ہونے سے بھی نہیں منع کیا جاسکتا اور نہ ہی داخل ہوجانے والے کو مسجد سے نکالا جاسکتا ہے، اس لئے کہ مسجد وہی کہلاتی ہے جس میں ہر مسلمان کو عبادت کی عام اجازت ہو البتہ شرارت، فساد اور قبضے کی نیت سے آنے والوں کو منع کیا جاسکتا ہے۔

۱۰:... مسجد کے انتظامی واخراجاتی معاملات کے حوالے سے اسی مسجد کے مستقل نمازیوں کی ایک کمیٹی بنائی جانی چاہئے جو قانونی طور پر بھی رجسٹرڈ (ٹرسٹ) ہو۔

۱۱:... مسجد میں داخل ہوتے ہوئے پہلے سیدھا پیر مسجد میں داخل کرنا چاہئے۔

۱۲:... مسجد میں داخل ہوتے ہوئے مسجد میں داخل ہونے کی دعا: ”اللھم افتح لی ابواب رحمتک“...اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے... بھی پڑھ لینی چاہئے۔

۱۳:... مسجد میں داخل ہوتے ہوئے اعتکاف کی نیت کرنے کی بھی عادت ڈالنی چاہئے جو یہ ہوتی ہے: ”نویت سنۃ الاعتکاف مادمت فی ھذہ المسجد“... میں جب تک اس مسجد میں ٹھہروں اعتکاف کی نیت کرتا ہوں... (واضح رہے یہ نفلی اعتکاف کہلاتا ہے جو بغیر روزہ رکھے چند لمحوں کا بھی ہوسکتا اور مسجد سے نکلتے ہی ختم ہوجاتا ہے)۔

۱۴:... مسجد میں داخل ہوتے ہوئے مسجد میں پہلے سے مختلف عبادتوں میں مصروف لوگوں کو سلام نہیں کرنا چاہئے۔

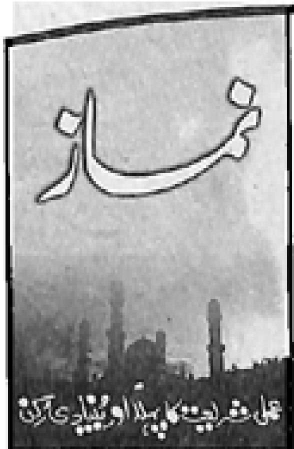

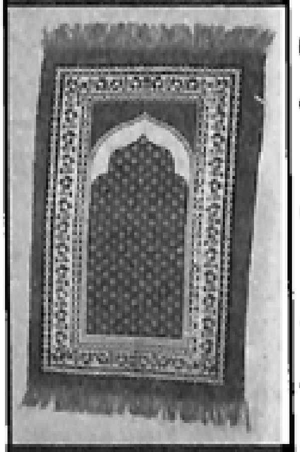

حضرت مولانا
مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

دنیا بھر میں امن کیسے آئے گا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علی عبادہٖ الذین اصطفیٰ

تقریباً ایک ماہ پہلے ہفت روزہ ختم نبوت کا اداریہ ''سرکاری اسکولوں میں تبدیلی نصاب کی مہم'' کے عنوان سے قارئین کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔ ماہنامہ ''وفاق المدارس'' ملتان میں بھی حضرت اقدس مولانا سلیم اللہ خان قدس سرہ نے ایک مضمون بنام ''مدارس دینیہ اور پاکستانی معاشرہ کے لئے بڑھتے خطرات'' شائع فرمایا تھا، اس کو پڑھنے کے بعد دنیا بھر سے اس مضمون کو سراہا گیا، اس پر پی ای ایف کے صدر نے حضرت قدس سرہ کو خط لکھا جس میں ''پیس اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن'' کے اہداف اور مقاصد اور عملی سرگرمیوں کا تعارف کرایا گیا، اپنے خلاف پرنٹ اور سوشل میڈیا میں چلنے والی مہم کا ذکر کیا، نیز خط میں اعتراف کیا گیا کہ مذکورہ رپورٹ کے لئے ''ادارہ امن وتعلیم پاکستان'' کے ریسرچ اسٹاف نے ابتدائی تحقیق کا کام کیا تھا، تاہم امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی کی جانب سے شائع حتمی رپورٹ میں چند باتوں کا اضافہ کیا گیا اور لکھ دیا گیا کہ بین المسالک ہم آہنگی کے لئے درسی کتابوں سے ''اسلام کے بطور واحد صحیح دین'' بیان کرنے کو ختم کیا جائے۔ خط میں اس موقف کا اظہار کیا گیا کہ: ''اس غلطی کو تسلیم کرنے میں کوئی امر مانع نہیں کہ ادارہ کی جانب سے اس رپورٹ کے آخری مسودہ کا مطالعہ نہیں کیا گیا۔'' کہ اس رپورٹ میں ادارے کی جانب سے کسی بھی مقام پر اسلام کی حقانیت اور اسلامی تعلیمات پر کسی قسم کی بات نہیں کی گئی۔''

حضرت مولانا سلیم اللہ خان نور اللہ مرقدہٗ نے اپنی حیات کے آخری دنوں میں اس کا جواب لکھوایا تھا، حضرت موصوفؒ نے اس جواب میں بہت ہی اہم نکات سے پردہ اٹھایا اور بتایا کہ دنیا بھر کے حالات کیوں خراب ہیں؟ اس کا سبب کون ہیں؟ اور کس طرح یہ حالات ٹھیک ہوسکتے ہیں؟ اس سب کچھ کو حضرت نے اپنی خداداد بصیرت کی روشنی میں لکھ کر دنیا کے ٹھیکیداروں کو آئینہ دکھا دیا ہے۔ مضمون کی اہمیت کی بنا پر ماہنامہ ''وفاق المدارس'' سے ماخوذ اس مضمون کو اداریہ کے طور پر ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے:

''جناب اظہر حسین صاحب.............. آداب وتسلیمات! چند روز قبل آنجناب کا ایک مراسلہ موصول ہوا، یاد فرمائی کا بہت شکریہ۔

پیس اینڈ ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے تعارف اور اس تنظیم کی جانب سے وضاحت کے مطالعے کا موقع ملا، یہ بات معلوم ہوئی کہ آپ کی تنظیم پاکستان میں تشدد، بدامنی، تعصبات کے خاتمے اور امن کے فروغ کے لئے کام کررہی ہے۔ ہمیں خوشی ہوتی کہ برسرزمین حقائق بھی آپ کے اس دعوے کی تصدیق کرتے۔ ''امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی'' کے ساتھ آپ کے تعاون کا اعتراف ہی ہمیں اپنی رائے متعین کرنے کے لئے کافی ہے۔

ہمارا ایک مضمون آپ ہی کی تنظیم کی تیار کردہ رپورٹ کی بنیاد پر ماہنامہ ''وفاق المدارس'' میں شائع ہوا اور ظاہر ہے کہ وہی مضمون آپ کی جانب سے ہمیں مخاطب کئے جانے کا سبب بنا ہے، آپ کے مراسلے کے جواب میں چند باتیں آپ کی خدمت میں عرض ہیں:

ا:... ہم نے اپنے مضمون میں کوئی بات بے بنیاد نہیں لکھی، کوشش کی گئی کہ جن نکات کو ہم نشان زد کررہے ہیں ان کے صفحہ نمبر بھی درج کرتے

جائیں۔ رہی یہ بات کہ مذکورہ رپورٹ بغیر کسی ایڈیٹنگ کے یا غلط ایڈیٹنگ کرکے یا چند نامناسب باتیں شامل کرکے www.uscirf.gov پر ڈال دی گئی اور بعد میں آپ کے احتجاج پر یہ رپورٹ ہٹا دی گئی۔ یہ دراصل آپ اور ''امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی'' کا آپس کا معاملہ ہے، ہم نے دستیاب رپورٹ کو سامنے رکھتے ہوئے ہی اپنی بات کہی تھی۔

۲:... ہمارے سامنے از سر نو جائزہ لئے جانے کے بعد جاری ہونے والی رپورٹ نہیں آسکی۔ آپ کے مراسلے سے مترشح ہوتا ہے کہ اس رپورٹ میں کوئی زیادہ قابل اعتراض بات نہیں۔ ہاں رپورٹ کا وہ جملہ قابل اعتراض ہے جو دینِ اسلام کے واحد صحیح دین ہونے سے متعلق ہے، حالانکہ ہم نے اپنے مضمون میں ایسے دس نکات کی نشان دہی کی ہے، جبکہ دسواں نکتہ مزید چھ نکات پر مشتمل ہے، جس کی تفصیل یہ ہے:

(۱) نظریۂ پاکستان کیوں پڑھایا جاتا ہے؟ (ص:۶، ۲۸)

(۲) نصاب میں اسلام کو پاکستان کی کلیدی خصوصیت اور پاکستانی شناخت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ (ص:۷)

(۳) پبلک اسکولوں میں پڑھائی جانے والی کتب میں صرف اسلام کو ہی واحد، جائز اور منطقی مذہب کیوں قرار دیا گیا ہے؟ (ص:۵)

(۴) اسکول کے بچوں کو یہ کیوں پڑھایا جاتا ہے کہ ''اسلامی مذہب، ثقافت اور سماجی نظام غیر مسلموں سے مختلف ہیں۔'' (ص:۱)

(۵) اس بات پر شدید قلق کا اظہار کیا گیا ہے کہ غازی علم دین شہید کا تذکرہ نصاب کتب میں کیوں موجود ہے۔ (ص:۳۰)

(۶) رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ محمد بن قاسم اور محمود غزنوی کا تذکرہ طالب علموں کو تشدد پر ابھارتا ہے۔ (دیکھئے عنوان: ''جنگ اور تشدد کی ستائش'' ص:۷)

(۷) یہ رپورٹ اس بات پر بھی اپنی خفگی کا اظہار کرتی ہے کہ نصابی کتابوں میں عیسائیوں، قادیانیوں اور ہندوؤں کے متعلق تعصب کا اظہار کیا گیا ہے۔ (ص:۵)

(۸) ''پی ای ایف'' کی رپورٹ میں اس بات پر بھی شدید اعتراض کیا گیا ہے کہ انگریز کے برصغیر پر تسلط، عیسائی پادریوں اور مشنریوں کی سرگرمیوں کو نصابی کتب میں منفی طور پر کیوں پیش کیا گیا ہے۔ (ص:۸، ۳۲)

(۹) رپورٹ میں جگہ جگہ بھارت کی نہ صرف بے جا حمایت کی گئی ہے بلکہ بھارت کے متعلق پاکستان کے دیرینہ موقف کو تعصب اور جہالت پر مبنی قرار دیا گیا ہے۔ (دیکھئے ص:۵، ۶، ۷، ۹، ۲۷)

(۱۰) ''نصاب کی تیاری کے لئے تجاویز'' کے عنوان سے پی ای ایف نے جو ہدایات بعنوان ''تجاویز'' (ص:۱۰) دی ہیں، وہ کچھ یوں ہیں:

☆...... تمام پاکستانیوں کو فراہم کی گئی مذہبی آزادی کی آئینی ضمانتیں درسی کتابوں میں ظاہر کرنی چاہئیں۔

☆...... طالب علموں کو ایسا مواد بالکل نہیں پڑھانا چاہئے جو کسی ایک مذہب کو دوسرے مذہب پر برتر ثابت کرے۔

☆...... اسلام کا بطور واحد صحیح ایمان ہونے کو درسی کتابوں سے ختم کیا جانا چاہئے۔

☆...... ''منفی تلقین'' ختم ہونی چاہئے۔

☆...... پاکستان میں پُر امن بقائے باہمی اور مذہبی تنوع کو تسلیم کیا جانا چاہئے۔

☆...... درسی کتب میں اقلیتی گروہوں کے نامور افراد کی مثالیں بھی شامل کی جانی چاہئیں۔ (ص:۱۰)

آپ کا مراسلہ ان نکات کے متعلق آپ کے موقف کے بارے میں بالکل خاموش ہے۔ کیا اس کا یہ مطلب نہ لیا جائے کہ آپ کو مذکورہ رپورٹ کے مندرجات سے کلیتاً انکار نہیں ہے۔

۳:... آپ نے علماء کرام وائمہ مساجد اور مذہبی راہنماؤں کے تعاون کا ذکر کیا ہے۔ ایک ایسی فہرست بھی آپ کی بھیجی گئی کتاب میں شامل

ہے۔ اولاً: یہ تعاون مذکورہ رپورٹ کی اشاعت سے قبل کا ہے۔ ثانیاً: اسی فہرست میں شامل بعض نامور حضرات اس حوالے سے اپنا احتجاج ریکارڈ کراچکے ہیں۔ جناب مولانا مفتی منیب الرحمٰن صاحب کا نام اس باب میں نمایاں ہے۔

۴:... مذکورہ رپورٹ جس کے متعلق آپ کا دعویٰ ہے کہ اس میں ادارہ امریکی کمیشن برائے مذہبی آزادی کی جانب سے چند باتوں کا اضافہ کیا گیا ہے، البتہ آپ اپنے خط ہی میں اعتراف کرتے ہیں کہ:.... ''مذکورہ رپورٹ جس کا مقصد محض پاکستان کے سرکاری تعلیمی اداروں میں پڑھائی جانے والی درسی کتب میں ریاست پاکستان کے غیر مسلم شہریوں کے آئینی حقوق کے حوالے سے عدم برداشت کے رجحانات کی نشاندہی کرنا تھا، کی ابتدائی تحقیق ادارہ کے ریسرچ اسٹاف نے کام کیا۔''..... اور آپ حضرات کے کام کی نوعیت وکیفیت اس رپورٹ کی سطر سطر سے واضح ہے۔ اس رپورٹ کا عنوان ہی آپ کی اصل سوچ کی غمازی کرتا ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق آپ کو پاکستان کے عصری اداروں کے نصاب میں نظریۂ پاکستان، اسلامی ثقافت، غازی علم دین شہید، محمود غزنوی، محمد بن قاسم کا تذکرہ تو برداشت نہیں مگر اقلیتوں کے نامور افراد کا تذکرہ نصاب میں شامل کرنے پر اصرار ہے۔

۵:... آنجناب نے ہمیں جو پریس ریلیز ارسال کی ہے، اس میں کہا گیا ہے کہ مذکورہ رپورٹ میں کی گئی تحقیق کا مقصد آئین پاکستان میں غیر مسلموں کو دی گئی مذہبی آزادی کا سرکاری تعلیمی اداروں میں پڑھائی جانے والی نصابی کتب کی روشنی میں جائزہ لینا تھا۔ آئین پاکستان کے آرٹیکل ۲۲... جو مذہب اور تعلیمی اداروں کی بات کرتا ہے... کے مطابق: ''کسی تعلیمی ادارے میں تعلیم پانے والے کسی شخص کو مذہبی تعلیم حاصل کرنے یا کسی مذہبی تقریب میں حصہ لینے یا مذہبی عبادت میں شرکت پر مجبور نہیں کیا جائے گا... الخ۔''

ٹھیک ہے مان لیا کہ کسی ہندو، سکھ، عیسائی یا قادیانی بچے کو چھوٹ ہونی چاہئے کہ اسے مسلمانوں کی مذہبی تعلیم پر مجبور نہ کیا جائے، لیکن کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم مسلمان اپنے اسلامی اور ملی عقائد ونظریات، اقدار اور اپنی روشن تاریخ پر مبنی نصاب ترتیب نہ دیں؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو پھر نظریۂ پاکستان بھی پڑھایا جائے گا۔ قیام پاکستان کے اسباب کا ہندو مسلم تناظر میں ذکر بھی ہوگا۔ اسلامی تاریخ کی نادرِ روزگار شخصیات کا تذکرہ بھی کیا جائے گا۔ اسلامی تعلیمات کی تدریس جو ہمارے بچوں کا بالکل جائز حق ہے، اس کا بھی اہتمام کیا جائے گا۔

۶:... مزید برآں پوری رپورٹ پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ جیسے پاکستان میں اقلیتوں کے حوالے سے بہت گھمبیر صورت حال پائی جاتی ہے، حالانکہ یہاں ایسی کوئی کیفیت نہیں۔ اقلیتوں کے لئے عدم برداشت یا عدم تحفظ محض ایک مفروضہ ہے۔ ہاں صورت حال اس وقت بگڑتی ہے جب خود اقلیتیں اپنے آئینی حقوق سے تجاوز کرتی ہیں۔ غور طلب بات یہ ہے کہ اقلیتوں، خصوصاً مسلمانوں کو انسانی حقوق کے علمبردار اور محافظ ممالک جرمنی، فرانس، انگلینڈ اور امریکا میں امتیازی سلوک کا سامنا ہے۔ امریکا میں مسٹر ٹرمپ کی کامیابی مسلمانوں اور دیگر پسماندہ اقلیتوں سے نفرت ہی کی مرہون منت ہے۔ کیا یہ اچھنبے کی بات نہیں کہ اقلیتوں کے غم میں گھلے جانے والا امریکی معاشرہ خود عدم برداشت کا شکار ہو چکا ہے؟ مغربی دنیا میں آئے روز مساجد پر حملے ہو رہے ہیں۔ راہ چلتی نقاب پوش خواتین پر سرِ عام طنزیہ جملے کسے جاتے ہیں۔ وہاں مسلمان بچوں کو اپنے دینی عقائد ونظریات کے برعکس تعلیم حاصل کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ آخر ''انسانی حقوق'' کے محافظ ممالک میں یہ روش کیوں پائی جاتی ہے؟

اصل بات یہ ہے کہ اس رپورٹ کے مندرجات بجائے خود عدم برداشت اور نفرت کے اظہار پر مبنی ہیں اور یہ سینوں میں دبے عزائم ہیں جو زبانوں پر آگئے ہیں۔ ان مندرجات کے منظر عام پر آنے کے بعد کوئی بھی غیرت مند مسلمان خاموش نہیں رہ سکتا۔ ہم نے بھی اپنے منصبی تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اپنی قوم کو آگاہ کرنا ضروری سمجھا۔ یہاں تک تو بات تھی رپورٹ کے حوالے سے، ہم مزید کچھ عرض کرنا چاہیں گے:

''الف:... آپ حضرات کا ادارہ ''امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی'' کے ساتھ تعاون اور تعامل رہتا ہے، آپ یہ فرمایئے کہ پچھلے دنوں سندھ اسمبلی میں غیر مسلموں کے قبولِ اسلام پر قدغن لگانے کے لئے ایک بل پاس ہوا ہے، یہ صراحتاً آپ کے بین الاقوامی مذہبی آزادی کے

قانون کے خلاف ہے، آپ حضرات نے اس پر کیا رد عمل دیا؟

☆......اسی طرح جرمنی میں شامی اور افریقی مسلمان مہاجرین کو زبردستی عیسائی بنایا جارہا ہے اور اس طرح کی خبریں تواتر سے آرہی ہیں۔ آپ کا سرپرست ادارہ اس سلسلے میں کیا موقف رکھتا ہے؟ اگر کسی کو زبردستی مسلمان بنانے پر مذہبی آزادی خطرے میں پڑ جاتی ہے تو کسی مسلمان کو زبردستی عیسائی بنانے پر خاموشی کے کیا معنی ہیں؟

☆......روہنگیا مسلمانوں پر میانمار حکومت نے عرصۂ حیات تنگ کیا ہوا ہے، وہاں کی بدھسٹ گورنمنٹ مسلمانوں کو قطعاً برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں، آپ کا ادارہ اس سلسلے میں کیا رائے رکھتا ہے؟

ب:... آپ نے اپنے ادارے کی شائع کردہ کتاب ''تعلیم، امن اور اسلام'' مطالعے کے لئے بھجوائی ہے، آپ کا بہت شکریہ..... لیکن محترم! ہمیں تو امن کی ضرورت ہے امن کی تلقین کی نہیں۔ امن کی تعلیم و تلقین تو اس سے کہیں بہتر اور برتر شکل میں ہماری نصابی کتب میں موجود ہے۔ ہم زخم خوردہ ہیں، جب سے ہمسایہ ملک افغانستان میں امریکا براجمان ہوا ہے ہمارا ملک اور معاشرہ بم دھماکوں، خودکش حملوں، تشدد اور نفرت کے رویوں کا شکار ہے۔ پاکستان میں دینی مدارس، علماء کرام اور مذہبی راہنماؤں کو بھی مسلسل تشدد، عدم برداشت اور نفرت انگیز رویوں کا سامنا ہے، کہیں کوئی دہشت گردی کا واقعہ ہو جائے تو بغیر کسی ثبوت کے دینی مدارس کو مطعون کرنا شروع کر دیا جاتا ہے۔ صرف کراچی میں بیسیوں نامی گرامی علماء کرام کو بے رحمی سے قتل کیا گیا۔ مقتول مذہبی کارکنوں کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ بلوچستان اور کراچی بڑی طاقتوں کی تزویراتی جنگوں کے محور بن چکے ہیں۔ میانمار سے کشمیر تک، عراق و شام سے لے کر افریقی ممالک تک ہمارے ہی ہم مذہب دہشت گردی کا شکار ہیں اور کون نہیں جانتا کہ ان جنگوں میں امریکا کلیدی کردار ادا کر رہا ہے۔ کوئی شخص زخموں سے چور ہو اور دوسرا شخص اس کے زخموں پر مرہم رکھنے کی بجائے دواؤں کے طبی فوائد پر گفتگو شروع کر دے تو یہ بات قرین انصاف نہیں ہوگی۔ آپ سے درخواست ہے کہ اس کتاب (امن کی تعلیم اور اسلام) کا انگریزی زبان میں ترجمہ کر کے امریکی ارکان کانگریس، وزیروں، مشیروں اور پالیسی ساز اداروں میں بھجوائیں تاکہ وہ اسلام کے پیغام امن سے آشنا ہو سکیں۔ آپ درخواست کریں کہ امریکا دوسرے ملکوں میں مداخلت کرنا چھوڑ دے تو عدم برداشت اور نفرت کے رویے خود بخود ختم ہو جائیں گے۔ یاد رکھئے جب تک بڑی طاقتوں کی طرف سے ناانصافی، تشدد، جارحیت، کمزور اقوام کو دبانے، دوسری اقوام کے دین و مذہب، نصاب و نظام تعلیم اور معاشرتی قدروں میں مداخلت کی روش ختم نہیں ہوگی، امن ایک خواب ہی رہے گا۔ امن تحکم اور تجبر سے نہیں آئے گا بلکہ بڑی طاقتوں کے اپنے استعماری عزائم سے دست بردار ہونے سے ہی آئے گا۔ اچھا ہوا کہ آپ نے ہمیں خط لکھا اور ہمیں اپنی بات کہنے کا موقع مل گیا۔

فقط

(شیخ الحدیث مولانا) سلیم اللہ خان مدظلہم
صدر اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان
صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان
مہتمم جامعہ فاروقیہ کراچی

تائیدی دستخط

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہم
نائب مرکزی صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان۔
حضرت مولانا انوار الحق مدظلہم
نائب مرکزی صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان''

اللہ تبارک و تعالیٰ اکابر جیسی جرأت اور بصیرت ہم سب کو نصیب فرمائیں اور ہمارے ملک پاکستان کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت فرمائے۔ اس ملک کے لئے جو لوگ برا سوچتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت نصیب فرمائے اور اگر ان کے مقدر میں ہدایت نہیں تو ان کے شرور و فتن اور مذموم عزائم اور ناپاک سازشوں سے ہمارے ملک، اداروں اور عوام کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

اسلام کا معاشی انقلاب

مولانا محمد اللہ قاسمی، دارالعلوم دیوبند

اسلام نہ صرف روحانیت ہے اور نہ صرف مادیت؛ بلکہ دونوں کا حسین سنگم ہے۔ اسلام نے مادہ سے احتراز کی تاکید نہیں کی ہے کہ انسان جوگ اور رہبانیت اختیار کرلے جیسا کہ ہندوازم، بدھ ازم اور عیسائیت وغیرہ میں ہوا، اور نہ انسانی معاشرہ کو مکمل طور پر مادیت کے حوالہ کیا گیا کہ انسان اپنی مادی خواہشات کے سامنے اپنی روحانی تقاضوں سے غافل ہوکر اپنی دنیا اور آخرت دونوں خراب کرلے، جیسا کہ آج کل مغرب کے ساتھ ہورہا ہے۔

اسلام نے انسان کی دنیوی زندگی فلاح وترقی میں مادیت کے کردار کو نہ صرف تسلیم کیا ہے؛ بلکہ اسلامی نظام میں مادیت کو نہایت اعتدال وتوازن کے ساتھ جگہ بھی دی ہے۔ اسلام نے کسب حلال کو اہم ترین فریضہ قرار دیا ہے اور تجارت، زراعت، صنعت اور ملازمت وغیرہ کے ذریعہ اپنی روزی خود کمانے کی تاکید کی ہے۔

اسلامی معاشی پالیسی کا یہ بنیادی اصول بیان کیا گیا ہے کہ دولت کی گردش پورے معاشرے میں عام ہونی چاہیے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ مال صرف مال داروں میں ہی گھومتا رہے، مال دار کا مال دن بدن بڑھتا رہے اور غریب روز بروز کنگال ہوتا جائے۔ معاش کے سلسلے میں جو چیز سب سے زیادہ اہمیت کی حامل ہے وہ سرمایہ کی گردش ہے۔ سرمایہ کی گردش اگر اس طرح ہو کہ وہ ہر طبقہ کے لوگوں تک پہنچتا ہے تو سب لوگ خوش حال ہوں گے اور اگر وہ صرف چند لوگوں کے درمیان گھومے تو خوش حالی بھی چند لوگوں کے حصے میں آئے گی اور بقیہ لوگ بدحالی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہوں گے۔ سرمایہ کی گردش معاشرہ کے جتنے زیادہ افراد کے درمیان ہوگی، اتنی ہی زیادہ اس کی قیمت بڑھتی چلی جائے گی۔ اسلام نے ایسا معاشی نظام برپا کیا کہ دولت پر بااثر لوگوں کی اجارہ داری قائم نہ رہے اور دولت کا بہاؤ امیروں کے ساتھ ساتھ غریبوں کی طرف بھی رہے: ''کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَۃً بَیْنَ الْاَغْنِیَاءِ مِنْکُمْ۔'' (سورۃ الحشر، آیت ۷)

اسلام کی معاشی پالیسی:

اسلام افراد معاشرہ کے درمیان معاشی مساوات پیدا کرنا چاہتا ہے۔ معاشی مساوات کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک شخص کے پاس جتنی دولت ہو اتنی ہی دولت دوسرے کے پاس بھی ہو، کیوں کہ ایسی مساوات غیر فطری بھی ہے اور ناقابل عمل بھی۔ معاشرے کے ہر فرد کے پاس یکساں مال و دولت ہو ایسا ممکن نہیں ہے۔ ذہنی صلاحیت میں کمی بیشی کے لحاظ سے مختلف افراد کے درمیان فرق ضروری ہوتا ہے؛ کیوں کہ اس کے بغیر حقیقی معنوں میں کوئی موثر تمدنی نظام قائم نہیں ہوسکتا ہے؛ مگر دو انسانوں کے درمیان یہ فرق کا تناسب لامحدود نہیں ہونا چاہیے اور عہدہ کے اعتبار سے اعزازات، رعایتوں اور فضول رسمی تحفظات کے جو نچلے ختم کردینے چاہئیں۔ اسلام جس مساوات کو چاہتا ہے، وہ یہ ہے معاشرہ کے تمام افراد کو یکساں مواقع حاصل ہوں اور مال و دولت کی کمی بیشی کے ساتھ ساتھ افراد معاشرہ کے معیار زندگی اور مظاہر معیشت میں زیادہ فرق نہ ہو۔ اسلام نے وہ تمام فرق جو محض عہدہ اور حیثیت کی بنا پر قائم کیے جاتے ہیں، ان کو مٹا دیا اور صرف نام نہاد مساوات کی جگہ حقیقی تمدنی مساوات اور معاشی انصاف قائم کیا ہے۔

معاشرہ میں سرمایہ کی صحیح گردش کا دوسرا میدان کاروبار اور تجارتی لین دین ہے جو عام لوگوں کے درمیان قائم ہوتا ہے۔ معاصر دنیا میں اس سلسلے میں دو نظریے پائے جاتے ہیں: ''ایک قومی ملکیت کا نظریہ'' اور دوسرے بے قید ملکیت یا بالفاظ دیگر ''سرمایہ داری کا نظریہ''۔ قومی ملکیت کے نظریہ کے تحت اسٹیٹ کے تمام کاروبار کو قومی ملکیت بنا کر قومی ملکیت میں دے دیے جاتے ہیں اور لوگ اپنی وسعت کے لحاظ سے کام کرتے ہیں اور پھر اس قومی ملکیت سے اپنا حصہ پاتے ہیں۔ قومی ملکیت کا نظام سوویت روس میں بزور اور بہت جوش و جذبہ کے ساتھ نافذ کیا گیا؛ لیکن غیر فطری ہونے کی وجہ سے ناکام ہوگیا۔

دوسری طرف ''سرمایہ دارانہ نظام'' میں ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بے روک ٹوک اپنی آمدنی مسلسل بڑھاتا چلا جائے۔ اس پر نہ اخلاقی کوئی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے مال میں غریبوں کو کچھ دے اور نہ اس پر ایسی کوئی پابندی ہوتی ہے کہ وہ غریبوں کا مال سودی اور ناجائز ذرائع سے حاصل کرنے سے گریز کرے۔ سرمادارانہ نظام میں اصل مقصود حصول زر ہوتا ہے، اس میں رحم دلی، حاجت برآری اور غریب پروری کا کوئی خانہ نہیں ہے۔ اس بے قید نظام معیشت کا

خاصہ یہ ہے کہ جب یہ اپنی انتہا کو پہنچتا ہے تو دولت ہر طرف سے کھنچ کھنچ کر صرف چند مٹھیوں میں جمع ہو جاتی ہے اور کاروبار پر ان کی اجارہ داری قائم ہو جاتی ہے اور عوام کے لیے اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں رہ جاتا کہ وہ ان مٹھی بھر سرمایہ داروں کی ملازمت کریں یا ان کے ایجنٹ بن کر ان کے کاروبار کو فروغ دیں۔

مغرب کے سرمایہ دارانہ نظام نے دولت کا توازن ختم کر دیا ہے۔ اسلامی نظام میں معاشرے میں دولت کی گردش بیع وشراء اور جائز تبادلہ پر مبنی تھی؛ لیکن مغرب کے مالی نظام کی بنیاد سود ٹھہرایا گیا جو انسانی تاریخ کے ہر دور میں غریبوں کا خون چوسنے اور کمزور کو مزید کمزور اور دست نگر رکھنے کا ذریعہ رہا ہے۔ آج اسی نظام کا نتیجہ ہے دولت چند ہاتھوں کی باندی بنی ہوئی ہے اور وہ جس طرف چاہتے ہیں دنیا کے مالی نظام کو گھما پھرا رہے ہیں۔ آج جو مال دار ہے وہ مزید مال دار ہو رہا ہے اور غریب شخص غربت کے دلدل میں دھنستا چلا جا رہا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام لوٹ گھسوٹ کا نظام ہے، اس نظام کا خمیر ہی بخل وحرص سے اٹھایا گیا ہے۔

سود وقمار اور اسلامی نظام معیشت:

اسلام نے قومی ملکیت اور بے مہار ملکیت کی دو انتہاؤں کے درمیان ایک راہِ اعتدال تجویز کیا ہے۔ وہ انفرادی ملکیت کو تسلیم کرتا ہے؛ لیکن وہ کچھ ایسی پابندیاں بھی عائد کرتا ہے؛ تاکہ دولت کی تقسیم کا توازن بگڑنے نہ پائے۔ اسلام نے دولت کا یہ یک طرفہ بہاؤ کو روکنے کے لیے سب سے پہلے اس بات کی کوشش کی ہے کہ ایسے تمام کاروبار قانونا ممنوع ہوں، جس میں ایک شخص کا فائدہ اور بہت سے لوگوں کا نقصان ہو، جیسے سود، سٹہ، جوا وغیرہ۔ اسلام نے سود کی تمام شکلوں کو حرام وناجائز قرار دیا ہے؛ کیوں کہ سود کا نظام ایک یا چند اشخاص کے نفع کو یقینی بنانے کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے۔ سود کا مطلب یہ ہوتا ہے سرمایہ دار کے نام خوش حالی کا پٹہ لکھ دیا جائے اور اس کو ہر قسم کے خطرہ اور نقصان سے محفوظ کر دیا جائے۔ دنیا کے ہر کاروبار میں نفع ونقصان کا پہلو ہوتا ہے؛ لیکن سودی قرض وہ کاروبار ہے جس میں خسارہ اور گھاٹے کا کوئی امکان نہیں۔ اس میں ہمیشہ نفع ہی ہوتا ہے۔ اگر قرض دار کنگال بھی ہو جائے تو قانون اس کے گھر کا اثاثہ بیچ کر اصل مع سود سرمایہ دار کو ادا کرتا ہے۔ اس طرح سودی معاملات کے نتیجہ میں دولت کے بہاؤ کا رخ عوام کے بجائے مٹھی بھر سرمایہ داروں کی طرف ہو جاتا ہے۔

موجودہ زمانے کا بینکنگ نظام بھی سودی بنیادوں پر قائم ہوتا ہے، بہ ظاہر اس میں مہاجنی نظام یا ساہوکارانہ نظام جیسی خرابیاں نظر نہیں آتیں؛ لیکن یہ بھی دراصل چند سرمایہ دار سارے ملک کی دولت کم شرح سود پر جمع کر لیتے ہیں اور پھر زیادہ شرح سود پر اس کو کارخانہ داروں اور فیکٹری مالکان کو قرض پر دیتے ہیں۔ اور پھر وہی سامان سودی رقم کے بوجھ کے ساتھ مارکیٹ میں آتا ہے اور تمام خریدار جنھوں نے اپنا روپیہ جمع کر کے صنعتوں کے لیے سرمایہ فراہم کیا تھا، ان ہی کے ہاتھ گراں بیچ کر سود کی رقم حاصل کی جاتی ہے۔ اس طرح سودی معاشیات کے نتیجہ میں خود عوام سے حاصل شدہ دولت اس بات کا ذریعہ بنتی ہے کہ دولت کے بہاؤ کا رخ عوام کے بجائے چند سرمایہ داروں اور صنعت کاروں کی طرف ہو جائے۔ اسلام نے بینکنگ کی مخالفت نہیں کی ہے؛ کیوں کہ بینکنگ دراصل ایک سادہ سی اقتصادی تدبیر کا نام ہے۔ بڑا کاروبار کرنے کے لیے بڑا سرمایہ چاہیے، اس پہلو سے بینکنگ کی ضرورت مسلم ہے کہ عوام کا وہ پیسہ جو ان کی تجوریوں میں بند ہوتا ہے، اس سے سرمایہ کاری ہو اور اس کا نفع سب کو پہنچے۔ اس نقطۂ نظر سے اسلام کے مطابق بینکنگ کی صحیح بنیاد مضاربت ہے یعنی عوام کو اصل نفع ونقصان میں برابر کا شریک رکھا جائے۔ مضاربت تجارتی عمل میں معاون بننے کے ساتھ دولت کی گردش کو پھیلاتی ہے اور سود دولت کو سمیٹ کر چند ہاتھوں میں پہنچانے کا کام کرتا ہے۔ مضاربت سے عمومی نفع کی صورت پیدا ہوتی ہے؛ جب کہ سود سے استحصال کو فروغ ملتا ہے۔

یہی حال قمار، جوئے، سٹہ اور لاٹری وغیرہ کا ہے جس میں لازماً ایک فریق کا فائدہ اور دوسرے فریق کا نقصان یا مٹھی بھر افراد کا فائدہ اور پورے معاشرہ کا نقصان ہے۔ یہ کاروبار کچھ لوگوں کے لیے سماج کی کسی حقیقی خدمت کے بغیر روپیہ کا ڈھیر لگا دیتا ہے اور دوسرے بہت سے لوگوں کو کسی بنیادی سبب کے بغیر مفلس اور کنگال بنا دیتا ہے۔

اسلام کا نظام زکوۃ ووراثت:

دولت کی صحیح تقسیم قائم رکھنے اور معاشرہ میں مساوی گردش کو یقینی بنانے کے مقصد سے زکاۃ فرض کی گئی، جس کا اصول ہے کہ مال داروں سے وصول کی جائے اور غریبوں کو ادا کی جائے۔ اسلام غنی اور مال دار کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنا زائد اور اضافی مال راہِ خدا میں خرچ کر کے اللہ تعالی کی رضا حاصل کرے اور اخلاقی عظمت حاصل کرے۔ قرآن کریم میں ہے: فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ (سورۃ المعارج، آیت ۲۴، ۲۵)

اسلام نے ہر قسم کی ملکیت کا ایک معیار مقرر کر دیا ہے، جس کے پاس بھی اس معیار سے زیادہ دولت پائی جائے گی اس سے ہر سال زکاۃ کا لازمی

حصہ وصول کیا جائے گا۔ زکوٰۃ اسلامی معاشیات کا عظیم الشان انقلابی باب ہے۔ اگر کوئی ملک صحیح معنوں میں اسلامی نظامِ زندگی کو قبول کر کے نافذ کرلے تو وہاں افلاس، گداگری اور دیگر معاشی جرائم کا خاتمہ ہوجائے گا۔ نظام زکوٰۃ دولت کے سمناؤ کو روک کر اس کا بہاؤ معاشرہ کے کمزور افراد کی طرف کردیتا ہے۔

علاوہ ازیں، صدقات و خیرات کی خوب ترغیب دی گئی اور مختلف قسم کے کفارات اور فدیوں کی ایسی صورت تجویز کی گئی جس سے غریب افراد کی حاجت روائی کا سامان بھی پیدا ہوگیا۔ اسلام میں اخلاقی حیثیت سے بخل کو سخت قابل مذمت قرار دیا گیا۔ سخاوت و فیاضی بہترین صفت قرار دی گئی۔

اسی نظامِ معیشت کے پیش نظر میراث کا ایسا قانون بنایا گیا کہ ہر مرنے والے کی چھوڑی ہوئی دولت اور جائداد زیادہ سے زیادہ وسیع دائرہ میں پھیل جائے اور معاشرہ کے زیادہ سے زیادہ افراد اس سے مستفید ہوں۔

اسلام کا نظامِ تکافل:

اسلام کا نظامِ تکافل اسلامی معاشی انقلاب کا اہم حصہ ہے جس میں کسی مذہب و قومیت کے امتیاز کے بغیر ہر فرد کو یہ حق حاصل ہے کہ اس کو کسی نہ کسی شکل میں اتنا سامان معاش ہر حال میں میسر ہو جائے جتنا اطمینان کے ساتھ عام زندگی گزارنے اور متعلقہ حقوق و فرائض کی ادائیگی کے لیے ایک انسان کو درکار ہوتا ہے۔ اس نظام کا مقصد ملکی وقومی دولت کی گردش کا دائرہ کار چند اغنیاء، مال دار لوگوں کے درمیان محدود ہونے سے بچانا ہوتا ہے؛ تاکہ عام لوگ کسی کے رحم و کرم کے محتاج نہ رہیں۔ اسلام کا حکم ہے کہ معاشرے کے وہ افراد جو مسکین اور نادار ہوں، یا کسی عذر کی وجہ سے معذور رہوں اور کوئی معاش تلاش کرنے یا روزی کمانے کے لائق نہ ہوں یا مناسب روزگار نہ ملنے کی وجہ سے محتاجی کا شکار ہوں تو ایسے ضرورت مند افراد کی معاشی کفالت حکومت کی اولین ذمہ داریوں میں سے ہے۔ اسی طرح جو ان کے عزیز و اقارب ہوں، ان کے ذمہ ایسے افراد کی کفالت ہے اور معاشرہ کے دیگر مال دار لوگوں کو زکاۃ و صدقات اور عطیات سے ایسے افراد کی کفالت کا انتظام کریں۔ اسلام کے نظامِ تکافل میں اولیت اس بات کو حاصل ہے کہ اسلامی ریاست کا کوئی شخص بنیادی ضروریات زندگی سے محروم نہ ہو۔ اس نظام میں امیر کو ترغیب دے کر اور آخرت کا خوف دلا کر یہ درس دیا جاتا ہے کہ وہ غریب اور محروم افراد تک اس کی ضروریات زندگی بہم پہنچائے۔

خلاصۂ کلام:

اسلام کا یہی انقلابی نظامِ معاش ہے جو ظہورِ اسلام کے بعد دنیا میں رائج ہوا، پوری شان کے ساتھ تیرہ صدیوں تک چلا۔ اس نظام کے زمانے میں انسانوں کو کبھی بھی کوئی بڑا معاشی بحران نہیں پیش آیا۔ تمام لوگوں کے درمیان دولت کی تقسیم اور اس کا توازن قائم رہا۔ مختلف اسلامی حکومتوں کے زمانے میں عوام الناس کی معاشی فارغ البالی ایک تاریخی حقیقت ہے۔ مسلمان ملکوں کی معاشی بہتری اور دولت کی ریل پیل ہی وہ وجہ ہے جس کی بنیاد پر مشرق کے اسلامی ممالک مغرب کے سرمایہ دار اور استعماری ملکوں کا نشانہ بنے اور آج بھی وہ اس سے نجات نہیں پاسکے ہیں۔

اسلامی نظام میں ہر ملک اور خطہ کے لوگوں کو مقامی سطح پر معاش اور رزق کے ذرائع مہیا تھے اور انھیں اس کے لیے نقل مکانی کی ضرورت کم ہی پڑتی تھی؛ لیکن آج دنیا میں سب سے زیادہ نقل مکانی معاشی ضرورتوں کی بنیاد پر ہورہی ہے اور لاکھوں افراد ادھر سے ادھر منتقل ہورہے ہیں۔ بے جا معاشی ضروریات کی وجہ سے لوگ زندگی کے حقیقی آرام سے محروم اور ترفہ و عیش کے سامانوں کی کثرت کے باوجود ذہنی سکون کی دولت سے ناآشنا ہیں۔

مغربی نظام نے دولت کی بے جا ہوس لوگوں کے دلوں میں پیدا کررکھی ہے اور دنیا کی چمک دمک دکھا کر لوگوں کو ہر جائز و ناجائز ذرائع سے دولت کمانے پر اکسا رہا ہے۔ مغرب نے مشین ایجاد کرکے ملک کے مال دار ایک معمولی طبقہ کو ساری دولت کا مالک بنادیا اور بقیہ پورے معاشرہ کو اس کا نوکر۔ ایک شخص جس کے پاس بے انتہا دولت ہے وہ فیکٹری لگاتا ہے اور پوری قوم اس کے یہاں نوکری کرتی ہے۔ عوام الناس اپنی محنت سے جو سامان تیار کرتے ہیں، اس کے منافع کا بڑا حصہ خود ایک مالک کے ہاتھ چلا جاتا ہے اور اس کا ایک معمولی ٹکڑا معاشرے کے ایک بڑے حصہ میں تقسیم ہوتا ہے جو اس کی محنت کا عشر عشیر بھی نہیں ہوتا۔

اسلامی معاشرہ میں عام پبلک اور حکمرانوں کے درمیان سیاسی اختیارات کے سوا اور کسی حیثیت سے کوئی زیادہ فرق نہیں تھا۔ ایک عام شخص کے جو شہری حقوق ہوتے تھے، وہی بڑے سے بڑے عہدہ دار کے ہوتے تھے۔ سرکاری خزانوں سے وزیروں اور گورنروں کو اتنا ہی حصہ ملتا جتنا عام شہریوں کو۔ یہی وجہ تھی کہ ملک کی دولت معاشرہ کے تمام افراد تک یکساں پہنچتی تھی اور ہر طرف خوش حالی کا دور دورہ تھا؛ چناں چہ عرب میں یہ حال پیدا ہوگیا کہ شہروں میں لوگ صدقات کی رقمیں لیے پھرتے تھے اور کوئی اسے لینے والا انہیں ملتا تھا۔

☆☆..........☆☆

تحفظ ناموس رسالت قانون اور سینیٹ آف پاکستان

مولانا زاہد الراشدی

توہین رسالت پر موت کی سزا کا قانون ان دنوں پھر حکومتی ایوانوں میں زیر بحث ہے اور اس میں مختلف ترامیم کے حوالہ سے تجاویز پر بات ہو رہی ہے۔ سینیٹ آف پاکستان کی قائمہ کمیٹی برائے انسانی حقوق اس قانون کے مبینہ طور پر غلط استعمال کی روک تھام کے عنوان سے اس کا ازسر نو جائزہ لے رہی ہے۔ اس لیے مختلف مذہبی مکاتب فکر کے سرکردہ علماء کے مشترکہ علمی فورم "ملی مجلس شرعی پاکستان" نے اس کے متعلقہ ضروری پہلوؤں پر تفصیلی غور کیا ہے اور مجلس کے مرکزی راہنماؤں کی طرف سے جن میں راقم الحروف بھی شامل ہے، ایک جائزہ رپورٹ سینیٹ آف پاکستان کی قائمہ کمیٹی کو محترم سینیٹر فرحت اللہ بابر کی وساطت سے بھجوائی ہے جو قارئین کے مطالعہ کیلئے پیش خدمت ہے۔

روزنامہ جنگ کی اشاعت مؤرخہ 13 جنوری 2017ء کی وساطت سے معلوم ہوا کہ سینیٹ پاکستان کی قائمہ کمیٹی برائے انسانی حقوق قانون توہین رسالت کے غلط استعمال کی روک تھام کیلئے چوبیس سالہ پرانی تجاویز پر غوروفکر کرنے لگی ہے۔ یہ بات خوش آئند ہے کہ اس قانون کے تحت جھوٹے مقدمات کی روک تھام کیلئے غوروفکر کیا جائے اور اگر ضروری سمجھا جائے تو ضوابطی قوانین (laws Procedural) میں تبدیلیاں بھی لائی جائیں لیکن اس سے قبل یہ جائزہ ضرور لیا جائے کہ جھوٹے مدعیان سے نمٹنے کے لئے مروجہ قوانین میں پہلے سے ہی گنجائش موجود ہے۔

اس ضمن میں مقدمے کے مختلف مراحل پر اس کا جھوٹا ثابت ہونے پر تعزیرات پاکستان کی دفعات 182، 191، 192، 194، 203 اور 211 کے تحت جھوٹے مدعی کے خلاف مناسب اور مؤثر کارروائی کی جاسکتی ہے۔ آپ بھی ان دفعات کا اچھی طرح جائزہ لے لیں۔ یہ بات بھی قائمہ کمیٹی کے پیش نظر رہنی چاہئے کہ اس سے قبل تفتیش کے معیار کو بہتر بنانے کیلئے ضوابطی قوانین میں پہلے بھی ترمیم کی جاچکی ہے جس کی رو سے 295(c) کے تحت درج ہونے والی ایف۔آئی۔آر کی تفتیش سپرنٹنڈنٹ پولیس سے کم سطح کا آفیسر نہیں کرسکتا۔ اس ترمیم کے مثبت اثرات عیاں ہیں کیونکہ دوران تفتیش ملزمان کی کثیر تعداد کو بے گناہ قرار دیا گیا ہے اور بالعموم انہی ملزموں کے چالان عدالت میں بھجوائے جاتے ہیں جنہوں نے فی الواقع یہ جرم کیا ہوتا ہے۔

مزید بہتری لانے کے لئے ہم یہ تجویز کرتے ہیں کہ توہین رسالت کے وقوعہ کے بعد بھی جو بھی درخواست برائے اندراج مقدمہ متعلقہ تھانہ میں آئے تو ملزم کو پولیس بلاتردد اپنی حفاظت میں لے لے لیکن ایف۔آئی۔آر کا اندراج نہ کرے اور معاملہ کی شرعی حیثیت کی جانچ کیلئے سرکاری سطح پر تمام مسالک کے جید علماء پر مشتمل ایک مستقل بورڈ بنادیا جائے۔ متعلقہ تھانیدار پابند ہو کہ وہ یہ معاملہ اس بورڈ تک 48 گھنٹے کے اندر اندر پہنچا دے۔ بورڈ سات یوم کے اندر اندر شرعی اعتبار سے معاملہ کا جائزہ لے کر اپنی رپورٹ واپس تھانے دار کو بھجوا دے۔ بورڈ اندراج مقدمہ کی سفارش کرے تو ملزم کے خلاف ایف۔آئی۔آر درج کر لی جائے ورنہ اسے باعزت طور پر چھوڑ دیا جائے۔ اس صورت میں جھوٹے مدعیان وگواہان کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعہ 281 کے تحت کارروائی کی گنجائش پہلے ہی قانون میں موجود ہے۔ مجوزہ انتظام کو قانونی شکل دینے سے جھوٹے مقدمات پر قابو پانا یقینی اور سہل ہوسکتا ہے۔

آپ کے اخباری بیان میں یہ بھی لکھا ہے کہ سینیٹ پاکستان کی قائمہ کمیٹی برائے انسانی حقوق اس تجویز پر بھی غور کرے گی کہ 295.c کے تحت سزا کو کم کر کے سزائے موت کی بجائے عمر قید میں تبدیل کر دیا جائے۔

ہماری گزارش ہے کہ اس پر غوروفکر مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر سعی لاحاصل ثابت ہوگا۔

1991ء تک 295(c) میں متبادل سزائے عمر قید کے الفاظ موجود تھے۔ طویل قانونی جدوجہد کے بعد بالآخر وفاقی شرعی عدالت نے عمر قید کی متبادل سزا کو غیر اسلامی قرار دے دیا اور حکومت پاکستان کو حکم دیا گیا کہ وہ 30/اپریل 1991ء تک عمر قید کی سزا کو 295(c) کے متن میں سے حذف کردے۔ حکومت نے ابتداً اس فیصلے کے خلاف شریعت اپیل نمبر 5 کے

تحت پٹیشن نمبر 1 کی رو سے سپریم کورٹ آف پاکستان کے شریعت ایپلیٹ بینچ میں اپیل دائر کردی لیکن موجودہ وزیراعظم میاں نواز شریف جو اس وقت بھی وزیراعظم تھے انہوں نے یہ اپیل واپس لے لی۔

اسی طرح دوسری اپیل وفاقی شرعی عدالت میں پٹیشن نمبر 43/1 آف 1993ء کے تحت علامہ بشپ دانی ایل تسلیم نے دائر کی جس میں وفاقی شرعی عدالت کے مذکورہ بالا فیصلے کو اس بنیاد پر چیلنج کیا گیا کہ یہ فیصلہ اسلام کے احکام کے منافی ہے۔ چنانچہ اسے جسٹس ڈاکٹر فدامحمد کی سربراہی میں فل بینچ نے سنا اور 8/جنوری 1994ء کو اس پٹیشن کو بھی خارج کرنے کا فیصلہ سنادیا گیا۔ علامہ بشپ دانی ایل تسلیم نے اس فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ آف پاکستان کے شریعت ایپلیٹ بینچ میں 1994ء میں اپیل نمبر 2 دائر کی جسے فل کورٹ نے عدم پیروی کی بنیاد پر مورخہ 21/اپریل 2009ء کو خارج کردیا اور یوں یہ معاملہ ملک کی اعلیٰ ترین عدالت کے ذریعے طے پاگیا کہ پاکستان میں نافذ العمل قانون 295(c) کے تحت کتاب و سنت کی روشنی میں توہین رسالت کی سزا صرف اور صرف موت ہوگی۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ ان فیصلوں کے بعد بھی تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295(c) میں سے متبادل سزائے عمر قید کے الفاظ حذف نہ کیے گئے جس پر فیڈرل شریعت کورٹ میں پٹیشن نمبر 08/01/2007 اور 09/01/2010 دائر کی گئیں جن میں یہ موقف اختیار کیا گیا کہ وفاقی شرعی عدالت کے 30/اپریل 1991ء کے فیصلے بعد تعزیرات پاکستان کی 295 کے متن سے متبادل سزائے عمر قید کے الفاظ حذف کرنے کے احکام جاری کیے جائیں۔ چنانچہ مورخہ 4/اکتوبر 2013ء کو وفاقی حکومت نے سیکریٹری لاء، جسٹس اینڈ ہیومن رائٹس کے ذریعے ایک رپورٹ عدالت میں جمع کروائی جس میں یہ واضح کیا گیا کہ اگست 1991ء میں سینیٹ میں ایک بل پیش کیا گیا تھا جس کے ذریعے 295(c) تعزیرات پاکستان میں سے عمر قید کی سزا کے الفاظ حذف کرنے کی بات کی گئی تھی۔ سینیٹ نے یہ بل منظور کرلیا تھا اور پھر اسے قومی اسمبلی کی طرف بھیجا گیا تھا لیکن قومی اسمبلی نے اسے 90 دن کے اندر منظور نہ کیا۔ اس کے باوجود آئین پاکستان کے آرٹیکل 203(d) کی دفعہ 3 کے پیراگراف (ط) کے تحت وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے پر 295(c) سے سزائے عمر قید کے الفاظ حذف کرنے کی حد تک عمل درآمد ہوچکا ہے۔

عدالت نے اپیل کنندہ کے وکیل کو بھی سنا اور اس کے بعد سیکریٹری منسٹری آف لاء، جسٹس اور ہیومن رائٹس کو ہدایت جاری کی کہ وہ زیر بحث فیصلے پر عملدرآمد کو یقینی بنانے کے لئے ضروری اقدام کریں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ سزائے عمر قید کے الفاظ 295(c) تعزیرات پاکستان کے متن سے حذف کر دیئے جائیں اور تمام ہائی کورٹس کے رجسٹرار حضرات کو ہدایت کی جائے کہ وہ اسے تمام جوڈیشل آفیسرز تک پہنچادیں۔ یہ فیصلہ 4/دسمبر 2013ء کو سنایا گیا اور PLD.2014 شریعت کورٹ 18 کے تحت والیم L.xvi کے صفحات 18 تا 23 پر درج ہے۔ قدرے تفصیل کے ساتھ اس قانون کی تاریخ قلمبند کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کو واضح ہوجائے کہ 295(c) میں سے متبادل سزائے عمر قید کے الفاظ حذف کروانے کے لئے کن کن مراحل سے گزارا گیا۔ اب اگر قائمہ کمیٹی برائے انسانی حقوق دوبارہ اس سزا پر غور کرتی ہے جسے ملک کی اعلیٰ ترین عدالت اور خود سینیٹ جیسے ادارے نے بھی مسترد کرتے ہوئے 295(c) میں سے سزائے عمر قید کو حذف کرنے کا فیصلہ دیا ہوا ہے تو یہ نہ صرف سعی لاحاصل ہوگی بلکہ یہ ایک طرح سے ہمارے ہاں ہونے والی قانون سازی کے عمل کا مذاق اڑانے کے مترادف بھی ہوگا۔

توہین رسالت کی شرعی سزا صرف اور صرف موت ہے، اس پر قرآن حکیم کی درجنوں نصوص، احادیث مبارکہ اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد فیصلے شاہد ہیں جن کا احاطہ تفصیل کے ساتھ وفاقی شرعی عدالت نے اپنے 1991ء کے فیصلے میں کردیا ہے۔ اسی سزا پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا تعامل رہا اور ائمہ مجتہدین نے اسے اختیار کیا بلکہ اہل علم نے اسی پر امت کا اجماع نقل کیا ہے۔

یہ نازک اور حساس معاملہ ہے جس کا براہ راست تعلق امت کے جذبات کے ساتھ ہے۔ ماضی میں اس قانون کو ختم کرانے کے حوالہ سے جو بھی کوششیں کی گئیں وہ کامیاب تو نہ ہوسکیں لیکن ملک میں امن وامان ختم کرنے اور فساد پھیلانے کا سبب ضرور بنیں۔ اندریں حالات ملی مجلس شرعی کے علماء آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ Substantive law یعنی 295(c) میں کسی قسم کی ترمیم خصوصاً اس کی سزا کم ترکرنا شرعی، قانونی اور آئینی طور پر ایک درست اقدام نہیں ہے بلکہ اندیشہ ہے کہ اس سے ملک کا امن وامان ایک دفعہ پھر خراب ہوجائے گا۔ ویسے بھی جھوٹے مقدموں کا خاتمہ Procedural laws یعنی ضوابطی قوانین میں بہتری لانے سے تو ہوسکتا ہے لیکن سزا کی کمی بیشی سے نہیں اور نہ ہی جھوٹے مقدمات کا تعلق سزا کی مقدار اور Substantive law سے بنتا ہے۔

(روزنامہ اسلام کراچی یکم فروری ۲۰۱۷ء)

☆☆.........☆☆

پیامِ انسانیت

حقیقت شناسی کا ایک ذریعہ

مولانا سید عبداللہ حسنی ندویؒ

اللہ تعالیٰ نے ہم کو اپنا صحیح دین اور دین کی صحیح شکل اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے عطا فرمائی، جو اصل کے مطابق ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس سے اپنی رضا وابستہ کردی ہے اور اس کو ایسا کردیا ہے کہ اس میں کسی طرح کی پھیر بدل کی گنجائش نہیں ہے اور نہ کسی انسان کے بس میں ہے کہ اس میں کمی بیشی کر سکے، اس لئے اس کو آخری درجہ پر پہنچا کر، مقام بلند پر فائز کر کے اس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمہ لے لی ہے جیسے کسی کے ذمہ کوئی کام سپرد کیا جاتا ہے، کبھی یہ کام ذرا دیکھ لینا اور وہ جب کر کے آتا ہے تو اگر نتیجہ اچھا نہیں ہوتا تو پھر دوسرے کو دیا جاتا ہے اور نتیجہ اچھا نہیں ہوتا تو آخر میں جو صاحب معاملہ ہوتا ہے، وہ کہتا ہے کہ: ''بس میں اب خود دیکھوں گا۔''

اللہ تعالیٰ نے بھی تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیجا اور ان کو کتابیں دیں، وہ اپنی زندگی میں انہی کی روشنی میں اپنی اپنی قوموں کی راہنمائی کرتے رہے، جب تک وہ حضرات رہے کتابیں محفوظ رہیں، کیونکہ براہ راست اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا تھا بلکہ انہی قوموں کے سپرد کر دیا تھا، جس کے نتیجے میں انبیاء کرام علیہم السلام کے جاتے ہی لوگوں نے اس میں کمی زیادتی کردی بلکہ مکمل تحریف کر ڈالی۔ عیسائیت کی تاریخ اس کی کھلی مثال ہے، اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہوا کہ اس نے قرآن اور اسلام کی حفاظت کی ذمہ داری خود لے لی، اس لئے اب اس میں کمی بیشی کی قطعی گنجائش نہیں ہے جو لوگ تبدیلی کے متعلق سوچتے ہیں ان کی سوچ قابل علاج ہے، اگر مسلمانوں میں اس طرح کے سوچنے والے ہیں تو وہ مسلمان نہیں اور غیر مسلموں میں اگر یہ سوچ ہے تو وہ واقف نہیں، ناواقف اور لاعلمی میں کہنا اتنا جرم نہیں جتنا کہ واقفیت رکھنے والے کا کہنا جرم ہے، واقف اگر کہے تو سب سے بڑا جرم ہے، اس لئے جو واقف ہونے کے باوجود کہیں گے نکالے جائیں گے، ان کو سزا ملے گی اور جو ناواقف ہیں انہیں واقف کرایا جائے گا اور اگر وہ جان بوجھ کر کوشش کر رہے ہیں تو وہ ناکام رہیں گے جیسا کہ اب تک ہوتا آیا ہے، اس لئے اس سلسلہ میں زیادہ گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے، جب اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے ذمہ لیا ہے تو کوئی بھی اس کے اندر تبدیلی نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے جب ہم کو ایسا مستحکم و مضبوط دین دیا ہے تو ہم کو اس کی جملہ ذمہ داریوں کو نبھانا چاہئے، اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا تو ضرور ہے لیکن اللہ کا ایک حکم بھی ہے کہ تم کام کرنا شروع کرو، صحیح راستے پر چلنا شروع کرو اور تمہارے ذمہ جو کام ہیں ان کو لے کر بڑھنا شروع کرو تو جو ہمارے ذمہ ہے وہ ہم کروا دیں گے، ہم اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے والے بن جائیں، اللہ تعالیٰ سے لو لگی ہو، نگاہ اسی پر جمی ہو تو کام بنتا چلا جائے گا، اگر ہم نے سستی اور کاہلی کی اور ادھر سے نگاہ ہٹائی تو پھر معاملہ بگڑ جائے گا کہ شرک میں اور کیا ہوتا ہے؟ قیامت کے دن یہ کہا جائے گا کہ جس کے لئے تم نے یہ کام کیا ہے، جاؤ اسی سے مانگو اور اس کا ثواب لو۔

حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن صلیب والوں کے سامنے صلیب آجائے گی اور جو معبودانِ باطل کی پرستش کرتے تھے وہ معبودان کے سامنے آجائیں گے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہا جائے گا کہ انہی سے مانگو پھر یہ لوگ ناکام اور نامراد ہو جائیں گے، کیونکہ جس کی وہ پوجا کرتے تھے وہ خود ٹھکانے لگ جائیں گے، وہ بول ہی نہیں سکیں گے، لیکن یہ کہا جائے گا کہ جس کے سامنے والے ہو اسی سے مانگو، اسی لئے ریاکاری میں سخت اندیشہ ہے، کہا جائے گا کہ اسی سے مانگو جس کے دکھاوے کے لئے تم نے یہ کام کیا اور اس سے ثواب لو، کیونکہ اسی کے دکھاوے کے لئے تم نے یہ سب کیا ہے، میرے لئے نہیں کیا، پہلی بنیادی بات تو یہ ہے کہ جو کام کریں، اللہ کے لئے کریں اور اپنے کام پر بھروسہ نہ کریں اور نہ سمجھیں کہ ہم جو کام کر رہے ہیں، اتنے اعلیٰ درجہ کا ہے کہ دوسروں کو ماننا ہی پڑے گا، قبول کرنا ہی پڑے گا چپ ہونا ہی پڑے گا، یہ محض خام خیالی ہے، اگر اللہ تعالیٰ کا کرم ہوگا، احسان ہوگا تو سب کچھ ہو جائے گا، اگر اس کا احسان نہ ہوا، کرم نہ ہوا تو کچھ بھی نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام پر احسان کیا، جب موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے بچے اٹھائے جا رہے تھے فرعون کی سلطنت کو باقی رکھنے کے لئے، سب جانتے ہیں فرعون کو پورا یقین تھا کہ میری سلطنت کا بیڑا غرق ایک اسرائیلی بچہ ہی کرے گا، لہٰذا جو بچہ پیدا ہوتا اسے مار ڈالتا، ماؤں کی گود سے ان کے جگر کے ٹکڑے چھین کر ذبح کر دیے جاتے، ان کی گود

سوئی کردی جاتی، حالانکہ مقتول بچہ سراپا معصوم ہوتا تھا، آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں، اسی وقت ان ماؤں اور بنی اسرائیل کے لوگوں کا کیا حال تھا، کیا کیفیت تھی، قرآن میں ایک جگہ کہا گیا ہے: "ہم نے احسان کیا اور ان کو اس سخت ترین غم سے نجات دی۔" تو اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ انہوں نے کوشش کی تو یہ ہوا، وہ ہوا، ایسا کچھ نہیں ہے، جب تک اس کا احسان نہ ہوگا، ہونا ہوانا کچھ نہیں ہے، بار بار اللہ متوجہ کرتا رہتا ہے، ہمارے ہی کرنے سے ہوگا، ایسے ہی موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ ہم نے ان پر احسان کیا، پھر آگے کہا، کھلی ہوئی کتاب دی، پھر ہم نے ان کی مدد کی، اللہ میاں کہتے جا رہے ہیں کہ ہم نے احسان کیا، کتاب دی، صراط مستقیم پر چلایا، ان کی مدد کی، پھر آگے کہتے ہیں کہ ہمارے بندے جو مخلص ہوتے ہیں، ہم ان کو ثواب دیتے ہیں ور جو اچھا کام کرتے ہیں، انہیں بدلہ دیتے ہیں۔

عجیب بات یہ ہے کہ اگر آدمی غور کرے تو دنگ رہ جائے، اللہ میاں ہی کہہ رہے ہیں کہ ہم نے احسان کیا، راستہ دکھایا، چلایا، پہنچایا، برکتیں دیں، نتائج دیئے، سب ہم نے کر دیا اور اللہ نے فرمایا کہ جو لوگ اچھا کام کرتے ہیں ان کو بدلہ دیا کرتے ہیں، کیا سب کچھ خود اور کہہ دیا کہ جو اچھا کام کرتے ہیں، ہم اس کا بدلہ دیتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ جتنا آپ کو اختیار ہے اتنا آپ کریں، لیکن آدمی جب اس ادھورے اختیار کو سب کچھ سمجھ لیتا ہے کہ ہم نے سب کچھ کر لیا تو بس یہیں سے مار کھا جاتا ہے، اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی نے پوچھا کہ آدمی کو اختیار کتنا ہے؟ حضرت علیؓ تو ماشاء اللہ! سمجھانے کے ماہر تھے ہی، کہا کہ ایک پیر اٹھاؤ، جب اس نے ایک پیر اٹھایا تو کہا: دوسرا بھی اٹھاؤ، اس نے کہا: نہیں اٹھا سکتا، اس پر حضرت علیؓ نے کہا: بس اتنا ہی اختیار ہے، ایک پیر تو اٹھا سکتے ہیں، مگر دوسرا نہیں، حالانکہ چلنا دونوں پیر سے ہے، تو آدھا اختیار تم کو ہے آدھا نہیں ہے، غور کیا جائے تو آخر میں یہی نتیجہ نکلے گا کہ سب اختیار اسی کو ہے، لیکن کچھ چھوٹ دے دیتا ہے اور چھوٹ دے کر دیکھتا ہے کہ تم صحیح کرتے ہو یا نہیں؟ اگر کرتے ہو تو تم پر احسان کیا جائے گا، اگر نہیں کرتے ہو تو احسان اٹھا لیا جائے اور کہا جائے گا کہ جتنا کر سکتے ہو کر لو، ایک ٹانگ سے جتنا چل سکتے ہو، چل لو جیسے بچے کھیلتے ہیں، اسی طرح اچھل کود کر لو، وہ سمجھے گا کہ کھیل میں پوائنٹ بنا کر جیت گئے، وہ جیتے نہیں ہیں بلکہ ان کو بہت بڑا دھوکا ہوا ہے، ہاں ایک پیر سے کھیل سکتا ہے، بس چل نہیں سکتا کیونکہ اس کو اتنا ہی اختیار دیا گیا ہے جیسے سمجھ لیجئے کہ گرمی بہت شدید ہے، اگر اے سی لگا لیا جس سے کمرہ ٹھنڈا ہو گیا، مگر اللہ اگر شدید ترین برف باری کر دیتا ہے تو اے سی بیکار۔

ہمارے اور اللہ کے کام میں یہی فرق ہے، ان کی بارش جب جب ہوتی ہے تو پہاڑ، دریا اور سب ہی مقامات اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں، ہر جگہ جل تھل ہو جاتا ہے اور ہم تھوڑا سا پانی بھر کے گھر، کھیت کو سینچ لیتے ہیں تو ہم میں اور اس میں یہی فرق ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے کہا: احسان ہمارا ہے ہم کریں گے، تو اللہ نوازے گا، کیونکہ ہمارے اوپر اس کا احسان ہے، ایک صاحب کانپور میں مجھ سے ملے، بڑا اچھا کام کر رہے تھے، انہوں نے کہا کہ میں نے ایسی کتاب لکھی ہے کہ کوئی ایسا نہیں ہے کہ نہ مانے، ان سے عرض کیا گیا کہ اس کا قبول کرنا ہمارا آپ کا اعزاز ہے، محنت کا نتیجہ نہیں، وہ بات سمجھ گئے اور کہنے لگے کہ میں تو سوچا کرتا تھا کہ محنت ہی سب کچھ ہے تو معلوم ہوا کہ محنت ہی سے سب کچھ نہیں ہوتا اور دوسرے یہ کہ ہماری محنت ہے ہی کتنی؟ نقار خانے میں طوطی کی آواز۔

جیسے ایک چڑا آگ بجھانے کے لئے اپنی چونچ میں پانی لے کر آیا، لوگ بالٹیاں اور ڈرم کے ڈرم آگ پر ڈال رہے تھے، لوگوں نے پوچھا: بھئی! تمہاری اس چونچ کے پانی سے کیا آگ بجھے گی؟ اس نے کہا: بھئی جتنی میری صلاحیت ہے میں اتنا کر رہا ہوں، اسی طرح ہم بھی اپنی صلاحیتوں کو کھپائیں اور ذمہ داریوں کو نبھائیں تو سارے مسئلے حل ہو جائیں گے۔

ایک اہم بات ہے جو سمجھنی چاہئے اس کی طرف قرآن مجید نے اشارہ کیا ہے کہ: "تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔" تو اللہ تعالیٰ احسان اسی وقت کرے گا جب ہم احسان کریں گے، اللہ مدد تب کرے گا جب ہم مدد کریں گے، خدا کی مدد کرنا کیا ہے؟ اس کے دین کی مدد کرنا، اللہ کی مدد ہے۔ ظاہر ہے اس کی کوئی مدد نہیں کر سکتا، ہاں اس کے دین کی مدد کر کے ہم گویا اس کی مدد کریں گے۔ حدیث میں آتا ہے:

"اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے پوچھے گا کہ میں بیمار تھا تم میری عیادت کو نہیں آئے؟ وہ کہے گا: اے پروردگار! آپ کی "عیادت"؟ آپ بیمار کہاں پڑ سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا اگر تو اس کی عیادت کو جاتا تو مجھے وہاں پاتا۔"

حدیث لمبی ہے، وہ کہے گا کہ میں بھوکا تھا، پیاسا تھا، تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا، پانی نہیں پلایا، تو نے مجھے کپڑا نہیں پہنایا، بندہ کہے گا کہ اے میرے پالنہار! تجھے ان سب چیزوں کی ضرورت کیسے پڑ سکتی ہے؟ رب العالمین فرمائے گا کہ تو اگر فلاں کے پاس جاتا تو مجھے وہاں پاتا، معلوم یہ ہوا کہ اگر ہم اس کے بندوں پر احسان کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہم پر احسان کرے گا، جو احسان کے قابل ہے ان پر احسان کریں، سارے ضعیف، کمزور احسان کے قابل ہیں، اسی طرح سارے ضعفاء اس میں شامل ہیں، بوڑھے جوان ہونے کے اعتبار سے ضعیف ہیں، مریض صحت ہونے کے اعتبار سے ضعیف ہے، غریب ومفلس مال ودولت

نہ ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے اور جاہل علم نہ ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے، عورت بیوہ اور بے سہارا ہونے کے اعتبار سے ضعیف ہے، غرض یہ سب ضعیف ہیں جو احسان کے محتاج ہیں، جوان پر احسان کرے گا اس پر اللہ احسان کرے گا وہ احسان کب ہوگا؟ جب ہم اس کے ضعیف بندوں پر احسان کریں گے، اس طرح اللہ کا احسان اوپر سے آئے گا۔

"پیام انسانیت" اسی کا نام ہے، یعنی جو انسان نہیں، اس کو انسان بنایا جائے، کیونکہ جو حیوان ہوتا ہے وہ ضعیف ہوتا ہے، چاہے وہ شیر ہی کیوں نہ ہو، وہ ضعیف ہے کیونکہ وہ حیوان ہے اور حیوان ہمیشہ ضعیف ہوتا ہے، اگر شیر ضعیف نہ ہوتا تو اسے آپ پنجرے میں بند نہ کرتے، ہاتھی کے پیر میں ہتھکڑیاں نہ ڈال دیتے اور اس کی پیٹھ پر آپ نہ بیٹھتے، ہاتھی دیکھنے میں بہت طاقتور ہے، لیکن ضعیف ہے، جتنے جانور ہیں سب ضعیف ہیں، اب اگر انسان جانور بن جائے اور آپ اس کو حیوانیت سے نکال کر انسانیت پر لے آئیں تو آپ نے گویا اس پر احسان کیا اور اس کو انسان بنایا تو ظاہر ہے کہ اللہ پر اس کے عوض میں احسان کرے گا، اب اسی طرح احسان کی ہزاروں شکلیں اور سینکڑوں صورتیں ہیں، ہر شخص کو احسان کرنے کی اللہ نے صلاحیت بھی دی اور میدان بھی دیا ہے۔

یورپ کا دکھاوا:

یورپ و امریکا نے صورتوں اور شکلوں کا ساری دنیا میں ایسا ڈھنڈورا پیٹا کہ گویا وہی اس کے بانی و موجد ہیں، حالانکہ یہ سب سراپا جھوٹ اور فریب ہے، جس کے جھانسے میں ہم آجاتے ہیں کیونکہ ہم تاریخ سے واقف نہیں ہیں، جب کہ یہ سارے کام مسلمانوں کے کام ہیں، پوری اسلامی تاریخ اس سے بھری پڑی ہے، چاہے ہندوستان کے مسلم بادشاہ ہوں، چاہے یورپ کے مسلم بادشاہ رہے ہوں، ان سب نے ہمیشہ غریبوں کے ساتھ، یتیموں، بیواؤں کے ساتھ، مسافروں کے ساتھ اور کسی طرح کے بھی نچلے طبقے کے ساتھ اتنا غیر معمولی سلوک کیا ہے کہ جس کی کوئی نظیر نہیں، ہوا یہ کہ ہم نے اس میں حد درجہ کوتاہی کی اور کام چھوڑ دیا، جب ہم نے چھوڑ دیا تو دوسروں نے اس سے فائدہ اٹھا لیا اور وہ اس کا خوب پروپیگنڈا کرتے پھرتے ہیں، وہ اپنے کاموں کا اتنا پرچار کرتے ہیں کہ لوگ فریب میں آکر یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ کام تو واقعی عیسائی مشنریاں کر رہی ہیں، یہ مشنری والے آئے کہاں سے؟ یہ بیچارے کیا جانیں، یہ تو ہمیشہ جہالت کی کوٹھری میں بند رہے ہیں، انہوں نے تو وہ ظلم کیے ہیں کہ دنیا میں آج تک کسی نے نہیں کیے، انہوں نے اپنے اوپر بھی کیا، غیروں پر بھی کیا اور آج تک کر رہے ہیں، جب دیکھو دکھاوا کرتے پھرتے ہیں اور کہتے پھرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے کہا ہے کہ: "جب کوئی ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا پیش کردو" کہنے میں تو بھلا معلوم ہوتا ہے، لیکن کوئی انسان بتادے کہ یہ عمل کیسا ہے؟ مگر چونکہ ان کے جھوٹ کو سچ بتانے کے لئے میڈیا ہے اور ان کے یہاں مدرٹیا بہت سال پہلے پیدا ہوگئی تھیں، ان کا بھی میڈیا کے ذریعہ بیان کیے پھرتے ہیں، ہاں یہ ضرور ہے کہ انہوں نے اچھے کام کیے ہیں، مگر ان کے پاس تو ایک ہی ہے، اسلام میں تو ایسے سینکڑوں، لاکھوں ہیں، تاریخ بھری پڑی ہے، لیکن ہمارے یہاں دکھاوا نہیں ہے، ہمارے یہاں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے لئے کام کیا جاتا ہے اور اسی سے فائدہ ہوتا ہے، ہمارے اور ان کے محنت کرنے کے بارے میں اس محاورے سے سمجھا جاسکتا ہے کہ: "سو سنار کی، ایک لوہار کی" انہوں نے سالہا سال کام کیا اور ہماری طرف سے ایک آیا کر کے چلا گیا، ساری باطل طاقتیں ڈھیر۔

دراصل مسئلہ اصلی اور نقلی کا ہے، اصلی مارکہ اور نقلی مارکہ دونوں میں فرق ہے۔ اصلی، اصلی ہے، نقلی، نقلی ہے یعنی باطل کے سامنے حق آجائے تو باطل کی حیثیت کیا ہے؟ باطل کی حیثیت تو غبارے کی ہر طرح ہوتی ہے، کنکریاں مار دو پھوٹ جائے گا، دم تھوڑی ہے اس میں، لندن سے "Economics" نام کا ایک پرچہ نکلتا ہے، اس میں تمام مذاہب کے بڑھنے اور پھیلنے کے بارے میں ایک جائزہ رپورٹ آئی تھی کہ کون سا مذہب کتنی تعداد میں پھیل رہا ہے؟ انہوں نے لکھا ہے کہ عیسائی سب سے زیادہ خرچ کرنے والے اور محنت کرنے والے لوگ ہیں، لیکن عیسائیت ۳۶ فیصد کی رفتار سے ہی پھیل رہی ہے، بودھ مذہب کے پھیلنے کی رفتار ۱۷ فیصد ہے اور مسلمانوں کے بارے میں چونکانے والی خبر لکھی ہے کہ سب سے کم محنت و خرچ کرنے والا مذہب اسلام ہے لیکن اس کے پھیلنے کی رفتار ۱۵۰ فیصد ہے، ۱۰۰ فیصد نہیں، اب ظاہر ہے کہاں سے پھیل رہا ہے؟ ہماری کوششوں سے پھیل رہا ہے، کیونکہ حق، حق ہے، یہ تو ہم لوگوں نے چہرہ خراب کر رکھا ہے، اگر ہم لوگ بیچ سے ہٹ جائیں تو منٹوں میں ۲۰۰ فیصد ہو جائے گا، یہ تو ہم کو دیکھ کر رکے ہوئے ہیں، جب یہ اسلام کی طرف آنے لگتے ہیں تو ہم ان کے درمیان کھڑے ہو جاتے ہیں، جس کو دیکھ کر وہ کہتے ہیں کہ: "ارے اتم ہو مسلمان؟ تم تو بڑے کالے لوگ ہو، ہٹو راستے سے، ہم نہیں آئیں گے تمہارے یہاں۔" وہ وہیں سے لوٹ جاتے ہیں، اگر ہم بیچ سے ہٹ جائیں تو نہ جانے کیا ہو، سب سے زیادہ افسوسناک صورت حال تو ہماری ہے، لہٰذا ہماری ذمہ داری بس یہی ہے کہ ہم پیغام پہنچا دیں، ۱۵۰ فیصد تو ہے ہی، اس میں بھی ہم اپنا حصہ لگالیں تو یہ خون لگا کر شہید ہونے والی بات ہے۔

"پیام انسانیت" اصلاً یہی ہے کہ جو احسان والے کام ہیں جن سے احسان ہوتا ہے، وہ کام کرنے والے بن جائیں، زبان سے بھی لوگوں کو دعوت دیں کہ

انسان بنو، حیوان نہ بنو۔ یورپ نے تم کو حیوانیت سکھائی ہے، اسلام تم کو انسانیت سکھاتا ہے اور انسانیت ہمیشہ کی طرح اسلام کے پاس ہے کسی کے پاس کچھ نہیں ہے، سب کی جھولی خالی ہے، باتیں بنالینا الگ چیز ہے، لیکن اگر ان سے کہا جائے کہ دکھائیے تو نہیں دکھا پائیں گے، ہے ہی نہیں تو کہاں سے دکھا پائیں گے؟ سب کے سب دیوالیہ ہیں، کچھ بھی نہیں ہے، لوگ چمک دمک سے مرعوب ہوجاتے ہیں، ان کی چمک دمک سے ہمارے لوگ بھی فریب میں آجاتے ہیں، پولیس نے ایک جگہ لکھا ہے کہ اگر جھوٹ بول کر مذہب کو پھیلایا جائے تو اس میں جھوٹ بولنے والے کو برا کیوں سمجھتے ہیں؟ اب تو ہمارے لوگ بھی جھوٹ بولنے لگے ہیں، ہمارا یہ طریقہ نہیں ہے، ہمارا طریقہ تو محمدی ہے، سنت والا طریقہ ہے، ہم کو جھوٹ کسی بھی حال میں اختیار نہیں کرنا ہے، کیونکہ جھوٹ، جھوٹ ہے، جھوٹ کی بدبو سے فرشتہ ایک کلومیٹر دور بھاگ جاتا ہے۔ حدیث میں جھوٹ کی جتنی برائی بیان کی گئی ہے اتنا کسی چیز کی نہیں کی گئی، کیونکہ جو آدمی جھوٹ بولے، اس کے کسی کام پر بھروسہ نہیں ہے، اس لئے جھوٹ تو قطعی نہیں بولنا ہے، ہاں حکمت عملی اختیار کرسکتے ہیں، لیکن جھوٹ نہیں جب کہ یورپ کا طریقہ یہ ہے کہ وہ جھوٹ سے ہی ثابت کرتے ہیں، دیکھئے جب تک حکومت کا ڈنڈا ان کے ہاتھ میں ہے وہ ثابت کرتے رہیں گے کہ ہم حق پر ہیں، دلیل کیا ہے؟ ہم سب سے زیادہ ہیں، جس کے پاس سب سے زیادہ آدمی ہوں وہ حق پر ہے، یہ کیا دلیل ہوئی؟ گندگی تو زیادہ ہوتی ہی ہے۔ قرآن بھرا پڑا ہے: "اکثر لوگ جانتے نہیں، اکثر لوگ سمجھتے نہیں۔" قرآن اٹھا کر دیکھ لیجئے، اکثر پھلوں میں گودا تھوڑا سا ہوتا ہے، مگر ان کا چھلکا بہت ہوتا ہے، لہٰذا زیادہ ہونا علامت نہیں ہے کہ آپ حق پر ہیں، مگر وہ اسے پیش کرتے ہیں، کیونکہ وہ اعداد و شمار اپنے پاس رکھتے ہیں، کاؤنٹنگ بھی وہی کرتے ہیں کہ دنیا میں کتنے عیسائی ہیں، کتنے مسلمان ہیں؟ حالانکہ صحیح معنوں میں مسلمان نمبر ایک پر ہیں، اب یہ آپ کے ہاتھ میں ہے نہیں، سارے کام ان کے ہاتھ میں ہیں، وہاں جہاں چاہتے ہیں سلپ لگادیتے ہیں کہ یہ ہمارا ہے، وہ ہمارا ہے جب کہ مسلمانوں کا معاملہ ایسا نہیں ہے۔

اس سلسلے میں ان کے بارے میں یہ بات بار بار کہی جاتی ہے کہ وہ حساس ہوتے ہیں، ارے بھئی! ہونا ہی چاہئے حساس، کیونکہ ہمارا راستہ ایئرپورٹ اور ان کے رن وے کی طرح ہے، ان کی سڑک جو ہے، اس پر اگر کوئی سگریٹ پی کر اس کا ٹکڑا بھی اس پر ڈال دے تو ۲۰ پاؤنڈ فائن دینا پڑتا ہے، آپ کہتے ہیں کہ وہ بہت حساس ہیں رہنا ہی چاہیے۔ بھئی! صاف ستھری چیز ہے، حساس تو ہوگی ہی، ذرا سا دھبہ لگا تو دور سے دکھتا ہے، اس لئے حساس ہونا ضروری ہے، جب کہ دوسری سڑکیں دھول اڑا رہی ہیں، گڑھے کی کوئی گنتی نہیں، راستے میں کتے بلی اپنا کرتب دکھا رہے ہیں، اس پر چلنا مشکل ہے، ایکسیڈنٹ ہورہے ہیں، دونوں سڑکوں اور دونوں راستوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ حدیث میں ہے ایسے صاف راستے پر میں تمہیں چھوڑ کر جارہا ہوں، جس کی رات بھی دن ہے، لہٰذا ہمارا معاملہ ہر وقت دن کا رہتا ہے، قوموں پر رات آتی ہی ہے تو ہوگا ہی۔ رات بھی آئے گی، دن بھی آئے گا لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایسا راستہ دکھا دیا ہے کہ جب آپ کا سورج چمک رہا تھا بالکل دن تھا، مگر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو تاریخ دے گئے، ایسی دوزبردست تاریخ یعنی قرآن وحدیث کی تاریخ کہ جہاں جلادیجئے وہاں دن ہوجائے گا، آپ جہاں بیٹھے ہیں، وہاں تو جلا ہی سکتے ہیں، پھر وہ جب پھیل جائے گا تو دن ہوجائے گا، اس لئے کوئی اہم بات نہیں۔

بات دراصل یہ ہے کہ ہم احسان کرنے والے بن جائیں، جب احسان کرنے والے بن جائیں گے تو اوپر سے مدد آئے گی اور اللہ تعالیٰ ہم پر احسان کرے گا، جب اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنے والے بن جائیں گے تو اللہ کی طرف سے مدد آئے گی اور احسان بھی خدا کا ہوگا، جس کی وجہ سے ہمارا کام چل پڑے گا۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے پیام انسانیت کو اسی مقصد کے تحت شروع کیا تھا کہ ہم اللہ کے احسان کے مستحق بن جائیں اور اللہ کی نصرت کے مستحق ٹھہر جائیں پھر تو اس کے بعد سارا کام بنتا چلا جائے گا۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اس کو سمجھیں، اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کریں، پھر حالات تیزی سے بدلنا شروع ہوجائیں گے، ہمیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بس وہ انتظار میں کھڑے ہیں کہ آپ آئیے اور مجھے لے جائیے، ایسا لگتا ہے کہ وہ ڈوب رہے ہیں اور انہیں تنکے سے بھی کام چلالینے کی آرزو ہے، اس لئے وہ دائیں، بائیں، الٹے سیدھے جو بھی ملتا ہے اس کا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں، بعد میں انہیں ہاتھ چھوڑنا پڑتا ہے کہ ارے! یہ آدمی تو صحیح نہیں ہے، اگر صحیح آدمی کے ہاتھ لگ جائے تو کیا سے کیا ہوجائے اور حالات تبدیل ہوجائیں، اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اچھے لوگ اس میدان میں آئیں اور کام کرنا شروع کریں، لیکن اللہ کے لئے کام کریں اور قرآن وحدیث کے مطابق کام کریں، اپنا دماغ نہ لگائیں، ادھر ادھر کی نہ کریں، ورنہ پھر کہیں گے کہ فائدہ نہیں ہورہا ہے، دونوں چیزیں ضروری ہیں یعنی نیت صحیح ہو اور سنت کے مطابق ہو اور ہم کام جم کر کریں، چاہے کوئی ساتھ دے یا نہ دے، بصرف اللہ ساتھ دیدے پھر تو ہمارا بھلا ہوجائے گا:

گلہ نہیں جو گریزاں ہیں چند پیمانے
نگاہ یار سلامت ہزار مے خانے

دروسِ ختم نبوت پروگرامز

مولانا فقیر اللہ اختر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ کی طرف سے گزشتہ دنوں ضلع بھر میں تحفظ ناموس رسالت اور دروس ختم نبوت کے عنوان سے پروگرامز منعقد کیے گئے جن میں علاقائی علماء کرام اور مبلغین ختم نبوت نے بیانات کیے، چنانچہ:

یکم فروری: بروز بدھ بعد نماز عشاء جامع مسجد خاص جائنہ چوک میں پروگرام کا انعقاد ہوا، تلاوت و نعت شریف کے بعد حضرت مولانا سجاد احمد نے عقیدۂ ختم نبوت بیان کیا اور عوام وخواص کو دین سے جڑنے اور اس پر استقامت اختیار کرنے کی دعوت دی۔

۳ر فروری: بروز جمعہ بعد نماز عشاء جامع مسجد جہانگیری اقبال روڈ میں پروگرام منعقد ہوا، جس میں حضرت مولانا شہباز احمد حنفی نے ناموس رسالت کے عنوان پر گفتگو کرتے ہوئے سامعین کو قانون ناموس رسالت کے خلاف ہونے والی سازشوں سے آگاہ کیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے کام کو فروغ دینے کی طرف توجہ دلائی۔

۴ر فروری: بروز ہفتہ بعد نماز عشاء جامع مسجد ختم نبوت بن والی حاجی پورہ میں پروگرام تشکیل دیا گیا، جس میں حضرت مولانا محبوب الٰہی ہزاروی نے بیان کیا۔ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور عوام الناس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی۔

۶ر فروری: بروز پیر بعد نماز عشاء جامع مسجد تقویٰ گجر ٹاؤن میں حضرت مولانا حافظ محمد اسلم نے خطاب فرمایا۔ مولانا نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تبلیغی کوششوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے عوام کو اس جماعت کے شانہ بشانہ کام کرنے اور تحفظ ناموس رسالت کے لئے ہر قربانی پیش کرنے کا عزم کرنے کے لئے تیار کیا۔

۷ر فروری: بروز منگل بعد نماز عشاء جامع مسجد نور رحمان پورہ فتح گڑھ میں پروگرام منعقد کیا گیا جس کے مہمان خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا فقیر اللہ اختر تھے جنہوں نے ’’عقیدۂ ختم نبوت، قرآن وسنت کی روشنی میں‘‘ کے عنوان پر خطاب فرمایا۔

۸ر فروری: بروز بدھ بعد نماز مغرب جامع مسجد ختم نبوت غوث پورہ فتح گڑھ کی مسجد میں حضرت مولانا عزیز الرحمن قاسمی نے خطاب فرمایا۔

اسی طرح ۸ر فروری بروز بدھ بعد نماز عشاء جامع مسجد امیر معاویہ نیکا پورہ میں حضرت مولانا عاصم شہزاد نے بیان کیا۔

۱۲ر فروری: بروز اتوار بعد نماز مغرب جامع مسجد امیر حمزہ پسرور روڈ پر مولانا حماد انذر قاسمی اور جامع مسجد موتی شاہ آباد حاجی پورہ میں بعد نماز عشاء حضرت مولانا محمد خان فاروقی نے خطابات فرمائے اور عوام میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت کو اجاگر کیا۔

۱۹ر فروری: بروز اتوار بعد نماز ظہر جامع مسجد یوسف بنوری الہادی ٹاؤن میں مولانا محمد طیب زاہد اور بعد نماز عشاء جامعہ فاروقیہ چوک امام صاحب میں حضرت مولانا عارف حسین صاحب نے اپنے خطاب سے عوام الناس کے دلوں کو گرمایا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ان سے عہد لیا، اللہ کریم ہماری اس محنت اور کوشش کو قبول فرمائے۔ ☆☆

سالانہ ختم نبوت کانفرنس، قمبر علی خان

۲۴ر جنوری بروز منگل بعد نماز مغرب نور مسجد جاگیرانی محلہ قمبر میں عظیم الشان سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا بعد میں نعت حافظ علی اکبر نے پیش کی۔ بعد ازاں حضرت مولانا عبدالمجیب قریشی پیر شریف، مولانا حافظ عزیز گل جاگیرانی، مولانا عبدالجبار حیدری لاڑکانہ اور مبلغ ختم نبوت مولانا محمد حسین ناصر کا خصوصی بیان ہوا۔ علماء اکرام نے اپنے بیان میں قادیانیوں کو اسلام کی دعوت دی جاگیرانی محلہ میں رہنے والے مسلمانوں کو فتنہ قادیانیت سے آگاہ کیا۔ حضرت مولانا عبدالمجیب قریشی نے کہا کہ مسلمان کے لئے قطعاً جائز نہیں کہ وہ مسلمان ہوتے ہوئے کسی قادیانی سے دوستی کرے۔ ان کے گھر آنا جانا رکھے ان سے کاروبار کرے کوئی غیرت مند مسلمان قادیانیوں سے تعلقات نہیں رکھ سکتا۔ مولانا محمد حسین ناصر (سکھر) نے کہا کہ قادیانیت ایک باغی گروہ کا نام ہے، جو اسلام اور ملک کے غداروں کا ٹولہ ہے۔ قادیانی سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں مرزا قادیانی کو مہدی، مسیح موعود وغیرہ پیش کرتے ہیں ہم پوری دنیا کے قادیانیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ نبی کی شخصیت تو ہماری سوچ سے بھی اونچی ہے مرزا قادیانی کو تو تم ایک شریف انسان بھی ثابت نہیں کر سکتے جب کہ ہم قرآن وحدیث کی رو سے مرزا قادیانی کو دجال کذاب ثابت کرتے ہیں اور مرزا قادیانی کی کتابوں سے اس کو زانی، شرابی، بے ایمان، ملک وملت کا غدار، انگریز کا وفادار، ثابت کرتے ہیں۔ آخری بیان مولانا عبدالجبار حیدری کا ہوا، آخر میں کانفرنس کے منتظم سہیل بھائی کا نکاح ہوا۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

درسِ قرآن کریم

تین شبہات کے جوابات

(۲) شیخ الحدیث حضرت مولانا منیر احمد منور مدظلہ

ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کچھ کذاب، دجال آکر نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کریں تو یہ ہوسکتا ہے بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی کہ ایسا ہوگا۔ حضرت ثوبانؓ سے مسلم میں حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔“

ترجمہ: ”میری امت میں تیس کذاب ظاہر ہوں گے وہ جھوٹ بولیں گے کہ وہ نبی ہیں، حالانکہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکتا۔“

حضرت ثوبانؓ سے ابو داؤد اور ترمذی میں حدیث مروی ہے کہ:

”لا تقوم الساعۃ حتی یبعث دجالون کذابون قریباً من ثلاثین کلھم یزعم ان نبی و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔“

ترجمہ: ”قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ تیس کے قریب دجال (زبردست فراڈیے) کذاب (بہت بڑے جھوٹے) بھیجے جائیں گے، ان میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے، حالانکہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں۔“

خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بتادیا کہ آپ کے بعد تیس کے قریب ایسے منحوس لوگ ظاہر ہوں گے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دو صفتیں بھی بتادیں:

۱:... دجالون یہ دجال کی جمع ہے یعنی بہت بڑے چکر باز، بہت بڑے مکار، بہت بڑے فراڈیے، بہت بڑے دھوکے باز۔

۲:... کذابون یہ کذاب کی جمع ہے یعنی بہت بڑے جھوٹے، لہٰذا قرآن کریم کی روشنی میں ہر مسلمان اپنے دل میں دو عقیدے پختہ کرلے، ان کو یاد کرلے اور اپنے بچوں کو اور اپنے تعلق والوں کو یاد کرائے:

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکتا۔

(۲) جو آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ نبی نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق دجال اور کذاب ہے۔

س:...... اگر کوئی یہ سوال کرے کہ دجال کی پیشانی پر لکھا ہوا ہوگا: کافر، مرزا قادیانی کی پیشانی پر یہ لکھا ہوا نہیں تھا تو وہ دجال کیسے ہوا؟

ج:...... اصل بات یہ ہے کہ بڑا دجال جو قیامت کے قریب ظاہر ہوگا اور جنت و دوزخ اپنے ساتھ چلائے گا اور عجیب عجیب کرتب دکھائے گا، اس کی پیشانی پر صاف اور واضح طور پر کافر لکھا ہوا ہوگا، لیکن اس سے پہلے اس کے مقدمۃ الجیش کے طور پر تیس کے قریب جھوٹے دجال ظاہر ہوں گے، ان کی نشانی یہ نہیں بتائی گئی۔ البتہ ان کی دو نشانیاں آپ نے بتائی ہیں، دجال اور کذاب لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ کافر نہیں، بڑا دجال بھی کافر اور یہ چھوٹے دجال بھی کافر لیکن بڑے دجال کی پیشانی پر صاف لکھا ہوگا کافر، جس کو ہر ایک پڑھ سکے گا اور ان چھوٹے دجالوں کی پیشانی پر صاف طور پر کافر لکھا ہوا نہیں ہوگا، لیکن ہیں یہ بھی کافر۔

میں نے جو یہ کہا ہے کہ ان کی پیشانی پر صاف اور واضح طور پر کافر لکھا ہوا نہیں ہوگا، یہ اس لئے کہ ان چھوٹے دجالوں کی پیشانی پر کافر لکھا ہوا ہوتا ہے، لیکن اس کو ہر ایک نہیں پڑھ سکتا اس کو اللہ والے، اہلِ دل، اہل اللہ نورِ ایمان کی روشنی میں دل کی آنکھوں سے پڑھ لیتے ہیں۔

س:...... اگر کوئی یہ سوال کرے کہ: اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں تو نزول عیسیٰ کا عقیدہ باطل ہے اور اگر نزول عیسیٰ کا عقیدہ حق ہے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا عقیدہ باطل ہے، کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام نبی ہیں اور وہ آپ کے بعد آئیں گے۔

ج:...... اس کا جواب یاد رکھیں: عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں سے نزول فرمائیں گے، لیکن ان کا نزول امت محمدیہ کے لئے نبی کی حیثیت سے نہیں ہوگا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی حیثیت سے ہوگا وہ خود بھی یہی کلمہ پڑھیں گے: لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ، دوسروں کو بھی اسی کی دعوت دیں گے، وہ خود بھی قرآن کریم پڑھیں گے اور دوسروں کو بھی قرآن پڑھنے کی ترغیب دیں گے، وہ خود بھی دین اسلام کے متبع ہوں گے اور دوسروں کو بھی دینِ اسلام کی اتباع کی دعوت دیں گے اور حکومتی سطح پر شریعت محمدیہ کا نفاذ کریں گے، اس کی دلیل قرآن کریم کے

تیسرے پارہ میں ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے وعدہ لیا کہ جب میں تمہیں کتاب وحکمت دے دوں پھر تمہاری طرف ایک عظیم رسول یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آ جائیں تو تمہیں حکم ہے: "لتؤمنن به ولتنصرنه"... تم ضرور ان پر ایمان لاؤ گے اور ضرور ان کی مدد کرو گے... چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا نبوت محمدیہ اور شریعت محمدیہ کے زمانہ میں، اس لئے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام دوسرے اہل ایمان کی طرح بحیثیت امتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کے دین وشریعت پر ایمان لائیں گے اور دین اسلام کے نفاذ میں مدد کر کے عملاً اس کا نفاذ کریں گے اور نفاذ شریعت کے بعد زمین اپنی ساری برکتیں اُگل دے گی اور اتنی برکات ظاہر ہوں گی کہ ایک اونٹنی کا دودھ سو آدمیوں کی جماعت پئے گی اور ایک انار اتنا بڑا ہوگا کہ اس کو ایک بڑی جماعت کھائے گی اور اس کا چھلکا اتنا بڑا ہوگا کہ اس کا خیمہ بنالیں گے اور اس کے نیچے سے اونٹ گزر سکے گا۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے: "وھذا بتنفیذ شریعة محمد المصطفیٰ" یہ برکات شریعت محمدیہ کے نفاذ کی وجہ سے ظاہر ہوں گی۔

عیسیٰ علیہ السلام اور علم شریعت:

آپ لوگوں کے ذہن میں سوال آ رہا ہوگا کہ عیسیٰ علیہ السلام شریعت محمدیہ کو جانتے نہیں ہوں گے تو نفاذ کیسے کریں گے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں سے اترنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ پاک پر حاضری دیں گے، سلام کریں گے اور روضۂ پاک سے جواب عطا ہوگا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی روحانی توجہ، روحانی تصرف اور روحانی قوت کے ذریعے عیسیٰ علیہ السلام کے دل ودماغ میں علوم شریعت منتقل کر دیں گے، آپ دین اسلام کے صرف عالم ہی نہیں بلکہ مجتہد بن جائیں گے۔ ایک صاحب کہنے لگے: اس طرح تو عیسیٰ علیہ السلام کا مرتبہ کم ہو جائے گا کہ پہلے نبی تھے، اب امتی بن گئے میں نے کہا: "عیسیٰ علیہ السلام رفع الی السماء" سے پہلے جن لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے تھے وہ لوگ اگر چہ دنیا سے جا چکے لیکن عیسیٰ علیہ السلام جیسے ان کی زندگی میں ان کے نبی تھے، ان کے فوت ہو جانے کے بعد بھی نبی ہیں اور قیامت کے دن ان کے نبی ہوں گے اور قرآن کریم میں ہے: "کل آمن باللہ وملائکته وکتبه ورسله" ہر مومن ایمان لایا، اللہ کے ساتھ فرشتوں کے ساتھ اس کی کتابوں کے ساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ اسی طرح ہم یہ کلمہ پڑھتے ہیں: "آمنت باللہ وملائکته وکتبه ورسله"... میں ایمان لایا اللہ کے ساتھ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کے ساتھ... اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم پر فرض ہے پہلے گزرے ہوئے تمام رسولوں پر ایمان لانا معلوم ہوا کہ وہ رسول باوجود وفات پانے کے اب بھی اپنی اپنی امت کے رسول ہیں، ان کا منصب رسالت قائم اور محفوظ ہے اور ان کی رسالت پر ایمان لانا فرض ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ہم پر ان کی رسالت پر اور ان کے سچے رسول ہونے پر ایمان لانا فرض ہے لیکن کیا وہ ہمارے رسول ہیں؟ نہیں! پھر ایمان لانا کیوں فرض ہے؟ یاد رکھئے ہمارے رسول اور ہمارے مطاع تو ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیکن پہلے رسولوں پر اس طور پر ایمان لانا فرض ہے کہ وہ اپنے زمانہ میں اپنی امتوں کے سچے رسول تھے اور اب بھی وہی اُن کے رسول سمجھے جاتے ہیں اور قیامت کے دن وہی ان کے رسول ہوں گے۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام بھی جن لوگوں کی طرف رفع الی السماء سے پہلے مبعوث ہوئے ان کے اُس وقت بھی نبی تھے اور اب بھی ان لوگوں کے اعتبار سے عیسیٰ علیہ السلام کا نبوت والا منصب قائم ہے اور ان کے نبی ہیں اور قیامت کے دن بھی ان کے نبی ہوں گے، پھر اللہ تعالیٰ نے منصب نبوت کے ساتھ ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کو امت محمدیہ میں شامل فرما کر محمد رسول اللہ کے امتی ہونے کا اعزاز بھی عطا فرما دیا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کا اور اس کے بہت بڑے اعزاز ہونے کا ثبوت ایک حدیث میں ملاحظہ فرمائیں:

حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوع حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل ہوئی اور اس کو پڑھا تو اس میں امت محمدیہ کا تذکرہ موجود تھا، اس کو پڑھ کر موسیٰ علیہ السلام نے دربار الٰہی میں عرض کیا:

موسیٰ علیہ السلام: "یا ربی انی اجد فی الالواح امة هم الآخرون السابقون فاجعلها امتی"... اے میرے رب! میں نے تورات کی تختیوں میں ایک ایسی امت کو پایا ہے جو آئے گی آخر میں، لیکن شان ومرتبہ میں سب سے سبقت کر جائے گی، اس کو میری امت بنا دے...

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "تلک امة احمد" یہ احمد مرسل کی امت ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! میں نے تورات کی تختیوں میں ایسی امت کا تذکرہ پایا ہے جو قیامت کے روز سب سے سبق کرے گی اور ان کی سفارش قبول کی جائے گی، اس کو میری امت بنا دے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "تلک امة احمد" یہ احمد مجتبیٰ کی امت ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! میں نے تورات کی تختیوں میں ایسی امت کا تذکرہ پایا جو اللہ تعالیٰ سے حاجت روائی کے لئے دعا کرے گی

اور اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو قبول کر کے ان کی حاجت روائی کرے گا، "فاجعلها امتی" اس کو میری امت بنادے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "تلک امة احمد" یہ احمد مختار کی امت ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے کہا: میں نے تورات کی تختیوں میں ایک ایسی امت کا تذکرہ پایا ہے کہ ان کی کتاب (یعنی قرآن کریم) ان کے سینوں میں محفوظ ہوگی وہ اس کو اس طرح پڑھیں گے، جس طرح کوئی دیکھ کر کتاب پڑھتا ہے، اس کو میری امت بنادے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "تلک امة احمد" وہ احمد مصطفی کی امت ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! میں نے تورات کی تختیوں میں ایک ایسی امت کا تذکرہ پایا ہے جن کے لئے مال غنیمت حلال ہوگا وہ مال غنیمت کھائیں گے "فاجعلها امتی" اس کو میری امت بنادے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "تلک امة احمد" یہ احمد مجتبیٰ کی امت ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! میں نے تورات کی تختیوں میں ایک ایسی امت کا تذکرہ پایا ہے جو صدقہ کھائیں گے، مگر اس پر بھی ان کو اجر ملے گا اس کو میری امت بنادے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "تلک امة احمد" یہ احمد نبی کی امت ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! میں نے تورات کی تختیوں میں ایک ایسی امت کا تذکرہ پایا ہے کہ جب ان میں سے کوئی نیکی کا ارادہ کرے گا اور نیکی نہ بھی کرے تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جائے گی، لیکن اگر وہ اس پر عمل کرلے تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گے: "فاجعلها امتی" اس کو میری امت بنادے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "تلک امة احمد" یہ احمد مصطفی کی امت ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! میں نے تورات کی تختیوں میں ایک ایسی امت کا تذکرہ پایا ہے کہ جس کو اولین اور آخرین کا علم دیا جائے گا، پس وہ گمراہی کے بڑے سردار دجال کو قتل کریں گے، "فاجعلها امتی" اس کو میری امت بنادے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "تلک امة احمد" یہ احمد رسول کی امت ہے۔ (جاری ہے)

پروانۂ ختم نبوت قاری نذیر احمد مرحوم

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

پروانۂ ختم نبوت مولانا قاری نذیر احمدؒ گزشتہ دنوں انتقال فرماگئے۔ موصوف جامعہ اشرفیہ لاہور کے فاضل، ہمارے حضرت خواجہ خواجگان خان محمدؒ کے مسترشد، جمعیت علماء اسلام کے پروانے، ختم نبوت کے مجاہد تھے۔ مجلس اور جمعیت کے قائدین کے خلاف کوئی بات سننا گوارا نہیں فرماتے تھے۔ فرماتے تھے کہ میری دو ہی جماعتیں ہیں جمعیت اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت۔ علاقائی تعلق "رتو کالا" ضلع سرگودھا سے تھا۔ پڑھنے کے لئے لاہور آئے، جامعہ قاسمیہ رحمٰن پورہ میں وسطانی کتابیں پڑھیں اور دورۂ حدیث شریف جامعہ اشرفیہ لاہور سے کیا۔

علامہ اقبال ٹاؤن کی آبادی الحمد کالونی میں مدنی مسجد کی بنیاد رکھی، جمعہ کی نماز کے بعد مقامی بچوں کو قرآن پاک ناظرہ کی تعلیم دیتے رہے۔ فراغت کے بعد مستقل مدرسہ کی بنیاد رکھی اور حفظ و ناظرہ سے آغاز کیا۔ کالونی کے اکثر و بیشتر حضرات و خواتین آپ کے شاگرد ہیں، اللہ پاک نے انہیں سینے میں دھڑکتا ہوا ہمدرد دل عطا فرمایا تھا۔ جماعتی رفقاء کے دکھ درد کو اپنا دکھ درد سمجھتے تھے۔ راقم الحروف کی ۱۹۹۰ء سے ان سے شناسائی چلی آرہی ہے، سال میں دو تین مرتبہ جمعہ اور ہر ماہ درس میں ان سے ملاقات ہو جاتی۔

میرے مرکز میں تبادلے کے بعد برادر عزیز مولانا عزیز الرحمٰن ثانی کی تقرری ہوئی تو موصوف نے جماعتی کام کو آگے بڑھایا، ہر سال لاہور کے مختلف علاقوں میں چھوٹے چھوٹے اجتماعات کے علاوہ سال میں ایک بڑی کانفرنس کراتے ہیں۔ ان کانفرنس کے انتظامات اور تشہیر کے لئے ایک رابطہ کمیٹی بنائی گئی، جس کے رکن جناب قاری نذیر احمدؒ بھی تھے۔ طبیعت ناساز ہو یا تندرست موصوف اجلاسوں میں تشریف لاتے اور علاقائی دوروں میں شرکت کرتے۔ گزشتہ ماہ (دسمبر) میں طبیعت ناساز ہوئی۔ شیخ زید ہسپتال میں داخل کرائے گئے: "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔"

راقم نے دسمبر میں ملاقات کی جو آخری ثابت ہوئی۔ جنوری ۲۰۱۷ء کو انتقال لاہور میں ہوا۔ ان کی نماز جنازہ اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین مولانا محمد خان شیرانی نے پڑھائی۔ دوسری نماز جنازہ "رتو کالا" سرگودھا میں ادا کی گئی امامت کے فرائض مولانا مفتی شاہد مسعود نے سرانجام دیئے اور ان کے استاذ مولانا فضل الٰہی فاضل دیوبند کے قدموں میں سپرد خاک کئے گئے۔

راقم نے ۱۹؍جنوری جمعہ کی نماز کے بعد مدنی مسجد الحمد کالونی میں جمعہ کی نماز کے بعد قاری نذیر احمدؒ کی خدمات پر روشنی ڈالی اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔ اللہ پاک انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور بال بال مغفرت اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دیں۔ آمین ثم آمین۔

کل کراچی بین المدارس

تقریری مقابلہ

ضبط وترتیب: مولانا محمد شعیب کمال

گزشتہ سے پیوستہ

16۔ لیاقت آباد ٹاؤن یکم دسمبر2016ء

مدرسہ انوار القرآن صدیقیہ، ناظم آباد میں لیاقت آباد ٹاؤن کے مدارس کے طلبہ کرام کے درمیان تقریری مقابلہ کا انعقاد ہوا۔ جس میں جامعہ الہبیہ، جامعہ تحفیظ القرآن، جامعہ عربیہ اویس قرنی، جامعہ تعلیمات قرآنیہ، جامعہ صدیقیہ، جامعہ امداد العلوم، دارالعلوم رشیدیہ اور انوار القرآن صدیقیہ کے 16 طلبہ کرام نے شرکت کی۔ مہمان خصوصی مولانا مفتی ولی اللہ حنفی صاحب جبکہ میزبان مولانا قاری خیرالحق ابرار صاحب تھے۔ منصفین کے فرائض مولانا نوید احمد صاحب، مولانا علی الرحمن صاحب اور مولانا محمد مظفر صاحب نے انجام دیئے۔ نقابت مولانا خالد محمود صاحب نے کی۔ دیگر مہمانان گرامی میں جامعہ اویس قرنی کے مولانا سیف الرحمن صاحب، ضلع شرقی کے ذمہ دار مولانا رضوان قاسمی صاحب، جامعہ صدیقیہ کے مولانا عمیر ولی صاحب اور تعلیمات قرآنیہ کے مولانا فراز علی صاحب بھی پروگرام میں شریک رہے۔ انوار القرآن صدیقیہ سے درجہ اولیٰ کے حبیب اللہ بن عبدالوہاب نے پہلی، جامعہ تحفیظ القرآن سے دورہ حدیث کے مامون نور بن نور عالم نے دوسری جبکہ جامعہ الہبیہ سے درجہ سابعہ کے طالب علم محمد حماد جیلانی بن محمد حنیف نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

17۔ جمشید ٹاؤن 8 دسمبر2016ء

جامعہ فرقانیہ جیل چورنگی میں جمشید ٹاؤن کے مدارس کے طلبہ کے درمیان تقریری مقابلہ منعقد ہوا۔ جس میں مدرسہ عربیہ مصباح العلوم، جامعہ اسلامیہ تعلیم القرآن، جامعہ اسلامیہ طیبہ، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، مدرسہ امام ابوحنیفہ، مدرسہ عربیہ فرقانیہ، جامعہ تعلیم القرآن والسنہ، جامعۃ السعید، معہد الخلیل الاسلامی اور جامعہ درویشیہ کے کل 20 طلبہ کرام نے شرکت کی۔ مہمان خصوصی استاذ جامعہ بنوری ٹاؤن حضرت مفتی شکور احمد صاحب تھے۔ منصفین کے فرائض مولانا بلال صاحب، مولانا شبیر صاحب اور مولانا محمد اصغر صاحب نے انجام دیئے۔ میزبان جامعہ فرقانیہ کے مہتمم مولانا قاری عطاء اللہ صاحب تھے۔ نقابت مولانا عبدالواجد صاحب نے کی۔ دیگر مہمانان گرامی میں مولانا منور علی شاہ صاحب، مولانا نعیم اللہ خان صاحب ناظم جامعہ مصباح العلوم، مولانا زاہد صاحب، ضلع جنوبی کے ذمہ دار حافظ کلیم اللہ نعمان صاحب اور ضلع شرقی کے ذمہ دار مولانا رضوان قاسمی صاحب بھی پروگرام میں شریک رہے۔ جامعہ عربیہ فرقانیہ سے درجہ خامسہ کے محمد افتخار بن محمد زمان نے پہلی، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن سے درجہ رابعہ کے محمد فہد بن محمد ظریف نے دوسری اور جامعہ اسلامیہ طیبہ سے درجہ رابعہ کے ابوسفیان بن محمد اقبال نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

دوسرا مرحلہ

دوسرے مرحلے میں ضلعی بنیاد پر کراچی کے کل پانچ مقامات پر تقریری مقابلے منعقد ہوئے۔ جن میں ٹاؤن کی سطح پر پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ کرام نے شرکت کی۔ جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

1۔ ضلع جنوبی 15 دسمبر2016ء

جامعہ اسلامیہ کلفٹن میں ضلع ملیر کا تقریری مقابلہ منعقد ہوا۔ جس میں لیاری ٹاؤن، کیماڑی ٹاؤن اور صدر ٹاؤن کے مقابلوں میں پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ کرام شریک ہوئے۔ جہاں ارشاد العلوم کھتری مسجد، دارالعلوم صرافہ بازار، جامعہ اسلامیہ کلفٹن، دارالفیوض جوناہاشمی مارکیٹ، جامعہ عثمانیہ بہار کالونی، جامعہ توحیدہ، جامعہ قرطبہ اور جامعہ عثمانیہ شیرشاہ کے 9 طلبہ نے شرکت کی۔ مہمان خصوصی مفتی کمال الدین المسترشد اور مولانا عبدالحی مطمئن صاحب تھے۔ منصفین کے فرائض جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے استاذ مفتی شکور احمد صاحب،

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold; Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

جامعہ معہد الخلیل کے استاذ مفتی سلمان یاسین صاحب اور مولانا کامران کیانی صاحب نے انجام دیئے۔ نقابت مفتی نصیب المسترشد نے کی۔ جامعہ عثمانیہ شیر شاہ سے درجہ سادسہ کے ندیم بن بہادر خان نے پہلی، جامعہ قرطبہ سے درجہ خامسہ کے حامد بن مقصود احمد نے دوسری اور محمد لقمان نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ پروگرام کے انتظامات حافظ کلیم اللہ نعمان صاحب، مولانا نعیم اللہ صاحب اور مولانا حضرت حسین صاحب نے جامعہ اسلامیہ کلفٹن کے استاذ مولانا رمضان صاحب کی معاونت سے انجام دیئے۔

2۔ضلع ملیر 15دسمبر2016ء

جامعہ محمدیہ اشاعت القرآن قائد آباد میں ضلع ملیر کا تقریری مقابلہ ہوا۔ جس میں ملیر ٹاؤن، لانڈھی ٹاؤن، بن قاسم ٹاؤن اور کورنگی ٹاؤن کے مقابلوں میں پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ کرام شریک ہوئے۔ جہاں مدرسہ رحمانیہ بلال کالونی، جامعہ اشرف العلوم بیت المکرم، جامعہ انوار العلوم شاد باغ، مدرسہ عربیہ اسلامیہ ملیر، جامعہ بیت السلام لنک روڈ، جامعہ محمودیہ اشاعت القرآن، جامعہ ابو ہریرہ، جامعہ تعلیم القرآن والسنہ فیوچر کالونی اور جامعہ تحفیظ القرآن شیرپاؤ کالونی کے کل 12 طلبہ کرام نے شرکت کی۔ مہمان خصوصی جامعہ عربیہ اسلامیہ ملیر کے استاذ مولانا عبیداللہ احرار صاحب تھے۔ منصفین کے فرائض مدینہ مسجد وائرلیس گیٹ کے امام مولانا طارق محمود قاسمی صاحب، ضلع کورنگی کے ذمہ دار مولانا عادل غنی صاحب اور سورتی ٹیکسٹائل کے امام وخطیب مولانا مبشر ابراہیم صاحب نے انجام دیئے۔ میزبان جامعہ محمودیہ کے ناظم مولانا اجمل شاہ شیرازی صاحب تھے۔ نقابت حافظ عبدالوہاب پشاوری نے کی۔ دیگر مہمانان گرامی میں جامعہ کے مہتمم مولانا معاویہ علی صاحب، مولانا قاصد صاحب، مولانا آصف صاحب، مولانا نعمان صاحب، قاری عثمان صاحب اور قاری گل زمان صاحب بھی پروگرام میں شریک رہے۔ جامعہ بیت السلام لنک روڈ سے درجہ خامسہ کے محمد حذیفہ بن عنایت اللہ نے پہلی، مدرسہ عربیہ ملیر سے خامسہ کے نجیب اللہ بن شبرات خان نے دوسری اور مدرسہ رحمانیہ بلال کالونی سے فاروق احمد بن سعادت خان نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ پروگرام کے تمام تر انتظامات ضلع ملیر کے ذمہ دار مولانا اسحاق مصطفیٰ صاحب اور ان کی ٹیم نے انجام دیئے۔

3۔ضلع شرقی 22دسمبر2016ء

جامعہ اسلامیہ درویشیہ میں ضلع شرقی کا تقریری مقابلہ ہوا۔ جس میں گلشن اقبال ٹاؤن، جمشید ٹاؤن، لیاقت آباد ٹاؤن اور شاہ فیصل ٹاؤن کے مقابلوں میں پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ شریک ہوئے۔ جس میں جامعہ بیت المکرم، جامعہ صدیقیہ شاہ فیصل، جامعہ اسلامیہ طیبہ، جامعہ الہیہ، جامعہ بیت المقدس، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، مدرسہ تحفیظ القرآن، جامعہ احسن العلوم، جامعہ فاروقیہ، مدرسہ عربیہ فرقانیہ اور جامعہ انوار القرآن صدیقیہ کے کل 12 طلبہ نے شرکت کی۔ مہمان خصوصی حضرت مولانا مفتی سعید احمد اوکاڑوی صاحب اور حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب تھے۔ منصفین کے فرائض مولانا ندیم الرشید صاحب، مفتی رمضان صاحب اور مولانا عبدالخالق صاحب نے انجام دیئے۔ میزبان مولانا لیاقت علی شاہ صاحب تھے۔ نقابت مولانا محمد رضوان قاسمی صاحب نے کی۔ جبکہ دیگر مہمانان گرامی میں مولانا حشمت اللہ صاحب، ضلع کورنگی کے ذمہ دار مولانا عادل غنی صاحب، ضلع وسطی کے ذمہ دار مولانا عبدالحئی صاحب، مولانا محمد زبیر صاحب اور مفتی منصور علی صاحب بھی پروگرام میں شریک رہے۔ جامعہ بیت المکرم سے درجہ رابعہ کے سمیع اللہ بن ارسلا خان نے پہلی، مدرسہ عربیہ فرقانیہ سے درجہ خامسہ کے محمد افتخار بن محمد زمان نے دوسری جبکہ جامعہ فاروقیہ کے عرفان احمد بن گل زمان نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ پروگرام کے انتظامات ضلع شرقی کے کارکنان نے مولانا رضوان قاسمی صاحب کی زیرنگرانی سرانجام دیئے۔

4۔ضلع غربی 22دسمبر2016ء

جامعہ بنوریہ عالیہ میں ضلع غربی کا تقریری مقابلہ ہوا۔ جس میں اورنگی ٹاؤن، بلدیہ ٹاؤن اور سائٹ ٹاؤن کے مقابلوں میں پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ کرام شریک ہوئے۔ جس میں جامعہ عثمانیہ یوسف گوٹھ، جامعہ احیاء العلوم، جامعہ حقانیہ سعید آباد، مدرسہ مظاہر العلوم، جامعہ خلفاء راشدین، جامعہ صدیقیہ بنارس اور مدرسہ محمودیہ اتحاد ٹاؤن کے کل 9 طلبہ کرام نے شرکت کی۔ مہمان خصوصی عالمی مجلس

ESTD 1980
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماء حضرت مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی صاحب اور حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب تھے جبکہ میزبان جامعہ بنوریہ کے استاذ حضرت مولانا غلام رسول صاحب اور مولانا آفتاب الحق صاحب تھے۔ منصفین کے فرائض مولانا نذیر کاغانی صاحب، مولانا شفیق الرحمٰن ہزاروی صاحب اور مولانا ابوہریرہ صاحب نے انجام دیئے۔ دیگر مہمانان گرامی میں بلدیہ ٹاؤن کے ذمہ دار مولانا عبدالعزیز صاحب، ناظم تعلیمات مدرسہ مظاہر العلوم مولانا یوسف صاحب اور سائٹ ٹاؤن کے ذمہ دار مولانا مشتاق احمد شاہ صاحب بھی پروگرام میں شریک رہے۔ نقابت درجہ تخصص کے طالب علم مولانا ساجد اللہ نے کی۔ مدرسہ مظاہر العلوم سے درجہ متوسطہ کے طالب علم خبیب حسن بن جان شیر نے پہلی، جامعہ خلفاء راشدین سے درجہ ثالثہ کے طالب علم شبیر احمد بن خان گل نے دوسری اور درجہ خامسہ کے منور اعجاز بن اعجاز خان نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ پروگرام کے تمام تر انتظامات ضلع غربی کے کارکنان نے مولانا محمد شعیب کی زیر نگرانی انجام دیئے۔

5۔ ضلع وسطی 29 دسمبر 2016ء

جامعۃ الرشید میں ضلع وسطی کا تقریری مقابلہ منعقد ہوا۔ جس میں گڈاپ ٹاؤن، لیاقت آباد ٹاؤن، نارتھ کراچی ٹاؤن و نارتھ ناظم آباد ٹاؤن کے مقابلوں پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ کرام شریک ہوئے۔ جہاں ادارۃ العلوم الاسلامیہ، مدرسہ انوار العلوم، جامعہ مدنیہ، مدرسہ زکریا الخیریا، جامعہ گلشن عمر، مدرسہ نعمان بن ثابت، ادارہ معارف القرآن، مدرسہ بطحاء اور مدرسہ منبع العلوم کے کل 9 طلبہ شریک ہوئے۔ مہمان خصوصی جامعۃ الرشید کے مہتمم حضرت مولانا مفتی عبد الرحیم صاحب اور شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد صاحب تھے۔ جبکہ میزبان ناظم تعلیمات مولانا محمد قاسم صاحب تھے۔ منصفین کے فرائض نائب مفتی دارالعلوم کراچی حضرت مولانا مفتی عبدالمنان صاحب، جامعہ رحمانیہ بلال کالونی کے استاذ حضرت مولانا مفتی عبدالغنی صاحب اور جامعۃ الرشید کے استاذ مولانا ندیم الرشید صاحب نے انجام دیئے۔ نقابت مولانا عبدالحی مطمئن صاحب نے کی۔ دیگر مہمانان گرامی میں گلشن ٹاؤن کے ذمہ دار مولانا عبدالسمیع رحیمی صاحب، جامعہ صدیقیہ کے استاذ مولانا عبدالباسط صاحب، جامعہ منبع العلوم کے استاذ مولانا سلیم اللہ صاحب ادارہ معارف القرآن کے مولانا فصیح اللہ صاحب گڈاپ ٹاؤن کے ذمہ دار قاری ظفر اقبال صاحب، گلبرگ ٹاؤن کے ذمہ دار مولانا محمد قاسم صاحب اور ضلع غربی کے ذمہ دار مولانا محمد شعیب صاحب بھی پروگرام میں شریک رہے۔ ادارہ معارف القرآن کے اسامہ خطیب بن خطیب الرحمٰن نے پہلی، جامعہ گلشن عمر کے ظہور احمد رحمانی بن رحمان الدین نے دوسری اور جامعہ مدنیہ نیو کراچی کے شاکر اللہ بن اللہ داد نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ پروگرام کے انتظامات ضلع وسطی کے کارکنان نے جامعۃ الرشید کے استاذ قاری فراز صاحب اور جامعہ کے طلبہ کی معاونت سے انجام دیئے۔

ان تمام مقابلوں میں کراچی کے اہل مدارس نے خدام ختم نبوت کے ساتھ مل کر بڑی جانفشانی کے ساتھ محنت کی اور پروگرامات کی کامیابی میں اپنا کردار ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ تمام احباب کی محنتوں اور کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازیں۔ ☆☆☆

عقیدۂ ختم نبوت کے منکرین کے تعاقب کے لئے تمام دینی وسیاسی جماعتیں متفق ہیں

کراچی (پ ر) حکمرانوں کی قادیانیت نوازی کی وجہ سے اسلامیان پاکستان کا اضطراب بڑھ رہا ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت کے منکرین کے تعاقب کے لئے تمام دینی و سیاسی جماعتیں متفق ہیں، یہ بات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے دفتر میں جماعت اسلامی کے راہنما محمد حسین محنتی کی زیر صدارت اجلاس میں دینی وسیاسی جماعتوں کے راہنماؤں نے کہی جس میں قاری محمد عثمان (امیر جمعیت علماء اسلام کراچی)، علامہ قاضی احمد نورانی، حلیم خان غوری (جمعیت علماء پاکستان)، مولانا افضل سردار (مرکزی جمعیت اہلحدیث)، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد توصیف احمد، رانا محمد انور (عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی)، مولانا مشتاق احمد عباسی (جمعیت علماء اسلام (س))، اور قاری اللہ داد شامل تھے۔ اجلاس نے اس امر پر شدید تشویش کا اظہار کیا کہ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد بار بار قانون تحفظ ناموس رسالت کے خلاف موشگافی کی جاتی ہے اور ایک بار پھر ایوان بالا میں ۲۹۵-سی کے قانون میں ترمیم یا مقدمہ کے اندراج کے طریقہ کار میں تبدیلی کا شوشا چھوڑا جارہا ہے۔ حکمران مغرب کو خوش کرنے کے لئے اسلامی فکر کے خلاف فیصلے کررہے ہیں۔ قادیانیوں کو آئین پاکستان سے انحراف کرنے اور عدالتوں کے فیصلوں سے بغاوت کرنے کی چھوٹ دی جارہی ہے۔ اس سال ۱۲ ربیع الاول کو دوالمیال ضلع چکوال میں میلادالنبی کے جلوس پر قادیانیوں کی طرف سے فائرنگ، ایک مسلمان کی شہادت اور متعدد کے زخمی ہونے کے باوجود کثیر تعداد میں اس علاقے کے مسلمانوں کو پابند سلاسل کردیا گیا ہے، جبکہ فائرنگ اور قتل میں ملوث قادیانیوں کو گرفتار کرنے کے بجائے ان کی مکمل پشت پناہی کی جارہی ہے۔ اجلاس کے شرکاء نے یکم فروری کو اسلام آباد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی دعوت پر منعقد ہونے والی کل جماعتی کانفرنس کے فیصلوں کی مکمل تائید اور فیصلہ کیا کہ مرکزی کانفرنس کے فیصلوں کی روشنی میں قادیانیت نوازی کے ماحول کے خلاف اسلامیان پاکستان کی رائے عامہ ہموار کرنے کے لئے صوبے کی سطح پر بھی بہت جلد کل جماعتی کانفرنس منعقد کی جائے گی اور اگر حکمران اپنی روش سے باز نہ آئے تو ملک بھر کی طرح صوبہ سندھ میں تحریک چلانے کے لئے غلامان رسول عربی کی صف بندی کی جائے گی۔

مرزا قادیانی کا تعارف و کردار

(۲۳) حافظ عبیداللہ

پھر بتاریخ ۲۹ر اپریل ۱۹۰۵ء مرزا قادیانی یہ اشتہار جاری کرتا ہے:

"زلزلہ کی خبر بار سوم۔ آج ۲۹ر اپریل ۱۹۰۵ء پھر خدا تعالیٰ نے مجھے دوسری مرتبہ کے زلزلہ شدیدہ کی نسبت اطلاع دی ہے، سو میں محض ہمدردی مخلوق کے لئے عام طور پر تمام دنیا کو اطلاع دیتا ہوں کہ یہ بات آسمان پر قرار پا چکی ہے کہ ایک شدید آفت سخت تباہی ڈالنے والی آوے گی جس کا نام خدا تعالیٰ نے بار بار زلزلہ رکھا ہے، میں نہیں جانتا کہ وہ قریب ہے یا کچھ دنوں کے بعد خدا تعالیٰ اسے ظاہر فرماوے گا، مگر بار بار خبر دینے سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ بہت دور نہیں ہے، یہ خدا تعالیٰ کی خبر اور اس کی خاص وحی ہے جو عالم الاسرار ہے۔ اس کے مقابل پر جو لوگ یہ شائع کر رہے ہیں کہ ایسا کوئی سخت زلزلہ آنے والا نہیں ہے وہ اگر منجم ہیں یا کسی اور علمی طریقے سے اٹکلیں دوڑاتے ہیں وہ سب جھوٹے ہیں اور لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں، در حقیقت یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ وہ زلزلہ اس ملک پر آنے والا ہے جو پہلے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل میں گزرا......" (مجموعہ اشتہارات، ج:۳، ص:۲۴۵)

مرزا کے اس اشتہار میں تین باتیں بڑی اہم ہیں، پہلی یہ کہ ان لوگوں کو جو مرزا کے بقول یہ کہتے تھے کہ ایسا کوئی زلزلہ آنے والا نہیں مرزا نے جھوٹا کہا ہے، دوسری بات جو اس سے بھی زیادہ اہم ہے کہ مرزا نے لکھا ہے کہ یہ زلزلہ اس ملک یعنی ہندوستان پر آنے والا ہے، اور تیسری بات یہ کہ یہ زلزلہ ایسا ہوگا جو آج تک نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل میں اس کا خیال تک گزرا۔

مرزا قادیانی نے زلزلہ آنے کی خوشی میں اپنا گھر چھوڑ دیا اور ایک باغ میں جا کر خیمے لگا لیے اور اپنے مریدوں سے بھی کہا کہ وہ بھی یہاں خیمے لگا لیں، یہ بات اس نے خود بتائی، اس نے مورخہ ۲۱ مئی ۱۹۰۵ء کو ایک اشتہار جاری کیا، اس میں لکھا:

"اور جس آنے والے زلزلہ سے میں نے دوسروں کو ڈرایا، ان سے پہلے میں آپ ڈرا، اور اب تک قریباً ایک ماہ سے میرے خیمے باغ میں لگے ہوئے ہیں میں واپس قادیان میں نہیں گیا کیونکہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ وقت کب آنے والا ہے، میں نے اپنے مریدوں کو بھی اپنے اشتہارات میں بار بار یہی نصیحت کی کہ جس کی مقدرت ہو اسے ضروری ہے کہ کچھ مدت خیموں میں باہر جنگلوں میں رہیں۔" (مجموعہ اشتہارات، ج:۳، ص:۲۶۹)

مرزا قادیانی کے زلزلہ کے بارے میں مسلسل اشتہارات کا اثر اس کے مخالفین پر کیا ہوتا خود اس کے مریدوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں کہ اگر واقعی کسی زلزلے نے آنا ہے اور اس زلزلے نے مرزا قادیانی کی سچائی کا نشان بننا ہے تو وہ آتا کیوں نہیں؟ کیا یہ زلزلہ مرزا کی زندگی میں آئے گا؟ اگر اس کی زندگی میں نہ آیا تو مرزا کے بارے میں کیا رائے قائم کی جائے گی؟ مرزا قادیانی کو جب اس قسم کی باتوں کا علم ہوا تو اس نے اعلان کیا کہ فکر نہ کرو یہ زلزلہ میری زندگی میں ہی آئے گا، وہ ان دنوں ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم لکھ رہا تھا چنانچہ اس میں اس نے لکھا:

"ایسا ہی آئندہ زلزلہ کی نسبت جو پیش گوئی ہے وہ کوئی معمولی پیش گوئی نہیں، اگر وہ آخر کو معمولی بات نکلی یا میری زندگی میں اس کا ظہور نہ ہوا تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں مجھے خدا تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ وہ آفت جس کا نام اس نے زلزلہ رکھا ہے نمونہ قیامت ہوگا اور پہلے سے بڑھ کر اس کا ظہور ہوگا۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن: ۲۱، ص:۲۵۳)

پھر اسی کتاب میں چند صفحات کے بعد یوں لکھا:

"اب ذرا کان کھول کر سن لو آئندہ زلزلہ کی نسبت جو میری پیش گوئی ہے اس کو ایسا خیال کرنا کہ اس کی ظہور کی کوئی بھی حد مقرر نہیں کی گئی یہ خیال سراسر غلط ہے کہ جو محض قلت تدبر اور کثرت تعصب اور جلد بازی سے پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ بار بار وحی الٰہی نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ پیش گوئی میری زندگی میں اور میرے ہی ملک میں اور میرے ہی فائدہ کے لئے ظہور میں آئے گی"...... نیز تھوڑا آگے لکھا...... "کیونکہ ضرور ہے کہ یہ حادثہ میری زندگی میں ظہور میں آجائے۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ، حصہ پنجم، روحانی خزائن: ۲۱، ص:۲۵۸)

واضح رہے کہ مرزا نے ضمیمہ براہین احمدیہ ۲۲ مئی ۱۹۰۵ء کے بعد لکھا جیسا کہ اس ضمیمے کے پہلے صفحے سے ظاہر ہوتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس

نے یہ ضمیمہ کسی محمد اکرام اللہ نامی آدمی کی مورخہ ۲۲؍مئی ۱۹۰۵ء کو ''پیسہ اخبار'' میں لکھی گئی باتوں کے جواب میں لکھا تھا تو ظاہر ہے یہ جواب اس تاریخ کے بعد ہی لکھا گیا، اب مرزا قادیانی کی اوپر پیش کردہ دو تحریروں سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوئیں:۔

نمبر1: اگر اس پیش گوئی کا ظہور مرزا کی زندگی میں نہ ہوا تو وہ خدا کی طرف سے نہیں۔

نمبر2: جو لوگ یہ سمجھتے ہیں زلزلہ کی پیش گوئی کے ظہور کی کوئی مدت مقرر نہیں وہ متعصب اور جلد باز ہیں۔

نمبر3: مرزا کے بقول اس کے خدا نے اسے بار بار وحی کر کے خبر دی ہے کہ یہ زلزلہ مرزا کی زندگی میں اور اس کے ملک یعنی ہندوستان میں آئے گا۔

اس طرح واضح ہوگیا کہ ایسا کوئی بھی عظیم الشان قیامت خیز زلزلہ یا حادثہ جو ہندوستان کے علاوہ کہیں اور آیا، یا مرزا کے مرنے کے بعد آیا ہو وہ اس پیش گوئی کے اندر نہیں آئے گا، اس سے ان مرزائی تاویلات کا سدباب ہوگیا جو یہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد زار روس کا زوال تھا یا یہ جنگ عظیم اول کی طرف اشارہ تھا، کیونکہ زار روس ہندوستان میں نہ تھا نیز اس وقت کا زار روس جس کا نام ''نیکولاس'' تھا اس کا زوال اور پھر قتل مرزا قادیانی کی موت کے بعد ۱۹۱۷ء، ۱۹۱۸ء میں ہوا، نیز جنگ عظیم اول بھی مرزا کے مرنے کے کئی سال بعد ہوئی۔

کچھ مرزائی یہ کہتے ہیں کہ جس زلزلہ کے بارے میں یہ پیش گوئی تھی وہ مورخہ ۲۸؍فروری ۱۹۰۶ء کو آچکا تھا، آیئے ہم مرزا قادیانی سے پوچھتے ہیں کہ کیا واقعی وہ نمونہ قیامت زلزلہ یہی تھا؟، مرزا نے لکھا تھا:

''وحی الٰہی سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ زلزلے آئیں گے اور پہلے چار زلزلے کسی قدر ہلکے اور خفیف ہوں گے اور دنیا ان کو معمولی سمجھے گی اور پھر پانچواں زلزلہ قیامت کا نمونہ ہوگا کہ لوگوں کو سودائی اور دیوانہ کردیگا یہاں تک کہ وہ تمنا کریں گے کہ وہ اس دن سے پہلے مرجاتے۔

اب یاد رہے کہ وحی الٰہی کے بعد اس وقت تک جو ۲۲؍جولائی ۱۹۰۶ء ہے، اس ملک میں تین زلزلے آچکے ہیں یعنی ۲۸؍فروری ۱۹۰۶ء اور ۲۰؍مئی ۱۹۰۶ء اور ۲۱؍جولائی ۱۹۰۶ء مگر غالباً خدا کے نزدیک یہ زلزلوں میں داخل نہیں ہیں کیونکہ بہت ہی خفیف ہیں شاید چار زلزلے پہلے ایسے ہوں گے جیسا کہ ۴؍اپریل ۱۹۰۵ء کا زلزلہ تھا اور پانچواں قیامت کا نمونہ ہوگا واللہ اعلم۔'' (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن:۲۲، ص:۹۶ حاشیہ)

لیجیے خود مرزا قادیانی نے بتادیا کہ وہ نمونہ قیامت زلزلہ ۲۲؍جولائی ۱۹۰۶ء تک تو نہیں آیا تھا اور ۲۸؍فروری ۱۹۰۶ء والا زلزلہ تو بہت ہی خفیف تھا وہ نمونہ قیامت ہو ہی نہیں سکتا۔

اگر اب بھی کسی کو مرزا کی بات کا یقین نہ آئے تو یہ لیں مرزا کا یکم مارچ ۱۹۰۶ء کو شائع کردہ یہ اشتہار پڑھیں، اس اشتہار کا عنوان بھی تھا ''زلزلہ کی پیش گوئی'':

''آج یکم مارچ ۱۹۰۶ء صبح کے وقت پھر خدا نے یہ وحی میرے پر نازل کی جس کے یہ الفاظ ہیں زلزلہ آنے کو ہے اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ وہ زلزلہ جو قیامت کا نمونہ ہے وہ ابھی آیا نہیں بلکہ آنے کو ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات، جلد ۲، ص:۱۵۶، اشتہار نمبر ۲۷۱)

اب ہر قسم کا شک ختم ہوگیا کہ مرزا قادیانی کو اس کے خدا نے یہی بتایا تھا کہ وہ قیامت خیز زلزلہ یکم مارچ ۱۹۰۶ء تک تو نہیں آیا تھا، لہٰذا فروری کے زلزلے کو اس پیش گوئی کا مصداق بتانا سراسر دھوکہ ہے۔

اب آیئے مرزا کے خدا کا وہ الہام پڑھیں اسے جولائی ۱۹۰۷ء میں ہوا:

''اریک زلزلۃ الساعۃ۔ یعنی میں تجھے وہ زلزلہ دکھاؤں گا جو قیامت کا نمونہ ہوگا۔''

(تذکرہ، ص:۶۱۱ طبع چہارم)

تو دوستو! مرزا قادیانی کا یہ زلزلہ اس کی موت تک نہ آیا جبکہ اس نے صاف طور پر لکھا تھا اگر اس ظہور میری زندگی میں نہ ہوا تو میں خدا کی طرف سے نہیں، اس طرح مرزا ایک بار پھر جھوٹا اور کاذب ثابت ہوا کیونکہ اس نے خود یہ لکھا تھا:

''جو شخص اپنے دعویٰ میں کاذب ہو اس کی پیش گوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی۔'' (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن:۵، ص:۳۲۲، ۳۲۳)

ایک اور مرزائی شوشہ

کبھی کہا جاتا ہے کہ اپریل ۱۹۰۶ء میں مرزا قادیانی کو الہام ہوا تھا کہ ''اخرہ اللہ الی وقت مسمی'' جس کا معنی ہے کہ اللہ نے اسے ایک وقت مقررہ تک موخر کردیا ہے، لہٰذا مرزا قادیانی کی زندگی میں اس قیامت خیز زلزلے کا نہ آنا قابل اعتراض نہیں۔

پوسٹ مارٹم

مرزا کے اس گول مول الہام میں زلزلے کا کہیں ذکر نہیں، مرزا نے بے شمار پیش گوئیاں کر رکھی تھیں معلوم نہیں یہ الہام کس کے بارے میں تھا؟، نیز یہ الہام بھی مجمل ہے اس میں یہ بھی نہیں کہ وہ زلزلہ مرزا کی موت کے بعد آئے گا بخلاف اس کے ہم مرزا کی جو تحریرات پیش کرچکے ہیں ان میں مرزا نے اپنے خدا کی وحی کے صریح الفاظ لکھے ہیں کہ وہ زلزلہ میرے ہی ملک میں اور میری زندگی میں ہی آئے گا، اور اگر اس کا ظہور میری زندگی میں نہ ہوا تو میں خدا کی

طرف سے نہیں، پس اگر بالفرض اس ۱۹۰۶ء والے الہام میں تاخیر سے مراد زلزلہ میں تاخیر بھی لی جائے تو اس کی حد بھی زیادہ سے زیادہ ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء ہوگی جو کہ مرزا کا یوم مرگ ہے۔

مرزا قادیانی بمقابلہ "جان اسمتھ پگٹ"

مرزا قادیانی کی زندگی میں ایک انگریز نے بھی "مسیح" اور "خدا" ہونے کا دعویٰ کیا تھا جس کا نام اسمتھ پگٹ (J. H. Smyth Pigott) تھا۔ جب مرزا کو اُس کے دعوے کا علم ہوا تو اُس نے مورخہ ۲۳ رنومبر ۱۹۰۲ء کو ایک انگریزی اشتہار شائع کروا کر یورپ اور امریکا میں بھیجا، اِس انگریزی اشتہار میں مرزا قادیانی نے صاف طور پر لکھا کہ "مسٹر پگٹ کا میری زندگی میں مرنا یہ میرے سچے ہونے کا ایک اور نشان ہوگا، اگر میں مسٹر پگٹ سے پہلے مرگیا تو یہ اس بات کا ثبوت ہوگا کہ نہ میں سچا مسیح ہوں اور نہ میں خدا کی طرف سے ہوں، لیکن اگر خدا نے مجھے مسٹر پگٹ کی موت پر گواہ بنادیا (یعنی پگٹ میری زندگی میں ہی مرگیا) اور اس کا یہ مرنا میری دعا کی وجہ سے ہوگا تو پھر ساری دنیا گواہ رہے کہ میں ہی سچا مسیح ہوں اور خدا کی طرف سے ہوں" مرزا کے انگریزی اشتہار کے الفاظ بھی ملاحظہ فرمالیں:

"The death of Mr. Pigott within my life-time shall be another sign of my truth. If I die before Mr. Pigott, I am not true Messiah nor I am from God. But if Almighty God makes me a witness of Mr. Pigott's death which shall be brought about by the efficency of my prayer, let the whole world bear witness that I am the true Messiah and that I com from God"

مرزا کی طرف سے شائع کیا گیا دو صفحات پر مشتمل یہ انگریزی اشتہار "احمدیہ گزٹ، کینیڈا، مارچ اپریل ۲۰۱۰ء کے ص:۲۹" پر بھی موجود ہے۔

دوستو! آپ جانتے ہیں کون پہلے مرا تھا؟

آیئے ہم آپ کو بتاتے ہیں، مرزا قادیانی مورخہ ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو اِس جہاں سے کوچ کرگیا، جبکہ مسٹر پگٹ مرزا قادیانی کی موت کے بعد بھی تقریباً ۱۹ سال تک زندہ رہا اور اس کی موت سنہ ۱۹۲۷ء میں ہوئی، اس طرح ساری دنیا اس بات کی گواہ بن گئی کہ مرزا قادیانی جھوٹا مسیح تھا اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہرگز نہیں تھا۔

(جاری ہے)

اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ

مکمل علاج، مکمل خوراک

قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام

فیصل

معجون قوتِ اعصاب زعفرانی

133 اجزاء کا اکسیر مرکب

☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پر کیف
☆ اعضائے خاص کی تمام بیماریوں میں مفید
☆ قوت خاص اور امساک کے لئے نادر نسخہ
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ جریان، احتلام، ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید

زعفران	جائفل	ناگرموتھ	مغز بندق	آرو خرما	جوہر آہن
مصطگی	جلوتری	بج	مغز بنولہ	سنگھاڑا	کشتہ چاندی
مروارید	دار چینی	اکر	الائچی خورد	[illegible]	[illegible]
ورق طلاء	لونگ	مائیں	الائچی کلاں	[illegible]	33 اجزاء
ورق نقرہ	گوند کیکر	[illegible]	ترنجبین	[illegible]	
مغز چلغوزہ	مغز بادام	[illegible]	بہمن سفید	گوند کتیرہ	

پاکستان
بھر میں
فری
ہوم ڈلیوری
0314-3085577

معجون تسکین دل

دل کے تمام امراض کے لیے مفید ہے۔

دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ
دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا
اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔

قیمت
1200 روپے

جگر و معدہ کی اصلاح کر کے نیا خون پیدا کرتا ہے۔

وزن 500 گرام

عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے۔

آب سیب	آب انار	آب ادرک	ورق نقرہ	تخم خرفہ
آب بہی	آب لیمن	شہد خالص	بہمن سفید	[illegible]
زعفران	مروارید	ورق طلاء	کشنیز	[illegible]
ابریشم	گل سرخ	گل نیلوفر	تخم کاہو	درونج عقربی
صندل سفید	طباشیر	آملہ	جوہر مرجان	مغز تربوز
[illegible]	الائچی خورد	کہربا شمعی	بہمن سرخ	

فیصل FOODS ستارہ پلازہ ڈی گراؤنڈ پیپلز کالونی فیصل آباد

عبدالرزاق

ناصرالدین خاکوانی

خواجہ عزیز احمد

بتاریخ 9 مارچ 2017 بروز جمعرات بعد نماز عشاء

بمقام ارحم لنچ ہوم ... چوک ... فیصل آباد

10 دسویں

سالانہ عظیم الشان

ختم نبوت کانفرنس

ان شاء اللہ

محمد طیب

صولت نواز

استاذ القراء قاری محمد یسین صاحب

جاوید حسین شاہ

مبلغ اہلحدیث ترجمان حضرت مولانا سید ضیاء اللہ شاہ صاحب بخاری

مذہبی سکالر حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب گوجرانوالہ

شاہین ختم نبوت استاذ المناظرین حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب

غلام مصطفیٰ

محمود

نعت خواں فیصل بلال

نعت خواں شاہد عمران صاحب

حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب

مقرر ذیشان استاذ العلماء حضرت شاہنواز فاروقی گوجرانوالہ

خطیب پاکستان قاری احسان احمد صاحب

زاہد محمود قاسمی صاحب

عبدالشکور رضوی فیصل آباد

مفتی محمد ضیاء مدنی صاحب

نعت خواں محمد قاسم گجر صاحب لاہور

برائے رابطہ

نعت خواں

مولانا مفتی قاری محمد سعید مدنی

حضرت مولانا قاری محمود مدنی

قاری حذیفہ صدیق

حافظ مبشر محمود

0322-6292500

0301-7224794

سید زکریا شاہ

سید فاروق ناصر شاہ

شعبہ نشرواشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد